جامعہ حقانیہ کا ترجمان

مجلہ الحقانیہ

ساہیوال
سرگودھا

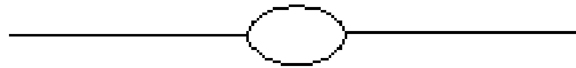
جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ جون ۲۰۱۰ء



بانی: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہٗ

فہرست

☆☆☆☆☆☆☆

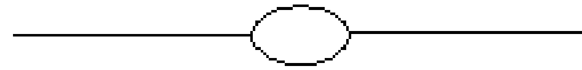


کلمۃ الحق مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

جامعہ اشرفیہ لاہور میں منعقدہ تاریخی اجتماع کا اعلامیہ

افسوس کہ گذشتہ ایک عشرہ سے ہمارے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حالات انتہائی پریشانی کا باعث ہیں اوراس خطے کے مسلمان عالمی استعمار کے آہنی پنجوں میں جکڑے ہوئے ہیں ہمارے حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کے نتیجے میں پورے ملک میں امن وسکون ختم ہو چکا ہے اور پوری قوم شدید اقتصادی دباؤ میں ہے مختلف قسم کے بحران ایک چیلنج کی صورت میں قوم کے سامنے ہیں اور قوم ان کے مقابلہ سے بے بس اور عاجز ہے عالمی استعمار کا اصل ہدف اسلام، امت مسلمہ اوراسلامی شعائر ہیں اس لیے ملک واسلام کے دشمن ہر طرح سے کوشاں ہیں کہ ملک میں فرقہ واریت کوہوادی جائے اورفروعی اختلافات کو ہرممکن فروغ دے کر باہمی منافرت کوتیز سے تیز تر کر دیا جائے پھر سب سے زیادہ افسوس ناک معاملہ یہ ہے کہ اہل حق اور دینی جماعتوں میں اتحاد اور حکمت عملی کا فقدان ہے جس کا نقصان اظہر من الشمس ہے اس تمام تر صورت حال کا تقاضہ تھا کہ ملک بھر کے جید علماء کرام اور فقہاء عظام مذہبی وسیاسی دانشور سر جوڑ کر بیٹھیں اوراجتماعی مشاورت سے ان مسائل کا حل دریافت کریں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ملک بھر کے جید علماء کرام کا ایک عظیم الشان اجتماع مورخہ ۱۵،۱۶/اپریل جمعرات، جمعہ ۲۹/ربیع الثانی وکیم جمادی الاولی ۱۴۳۱ھ کو جامعہ اشرفیہ لاہور میں منعقد ہوا جس میں موجودہ ملکی صورت حال کے اسباب کی نشاندہی اوران حالات کی اصلاح کے لیے دی گئی تجاویز کا پورے طور پر جائزہ لیا گیا اور مکمل غور وخوض کے بعد متفقہ طور پر ایک اعلامیہ جاری کیا گیا اورمختلف قومی معاملات پر اہم قراردادیں بھی منظور کی گئیں۔احقر نے بغوراس اعلامیہ کا مطالعہ کیا بلاشبہ اس وقت کے حالات کے حل کا یہ ایک جامع حل اورواجب العمل فارمولا ہے جس سے کسی بھی ذی عقل کو اختلاف نہیں ہوسکتا ہے اسے زیادہ سے زیادہ شائع کرنے اور متعلقہ افراد کواس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے ہم اس اعلامیہ کواپنی بھرپور تائید کے



ساتھ اس مرتبہ مجلّہ الحقانیہ کے ادارتی صفحات میں شائع کر رہے ہیں ۔اس اجتماع کی منظور کردہ قراردادیں اس مجلّہ کے دیگر صفحات میں شائع کی جارہی ہیں ۔

اس عظیم تاریخی اجتماع میں شرکت کے لیے جاری کردہ دعوت نامہ احقر کو بھی ارسال کیا گیا تھا لیکن احقر ۱۴اپریل کو ایک طویل سفر سے پاکستان پہونچا تھا اس لیے باوجود خواہش کے اس اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل نہ کرسکا اس کی تلافی اجتماع میں جاری کردہ اعلامیہ کی ادارتی صفحات میں اشاعت سے کی جارہی ہے حق تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائیں جنہوں نے اس قومی مسئلہ کے حل کے لیے یہ مستحسن اقدام کیا اور امت کو موجودہ بحرانوں سے نجات کے لیے ایک جامع دستور عطا فرمایا، آمین ۔قارئین اب اعلامیہ ملاحظہ فرماویں ۔

فقط

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

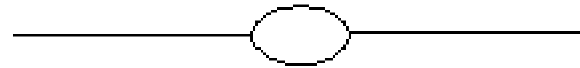
۱۴۳۱/۵/۲۰ھ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے جید علماء کرام واکابر کے نمائندہ اجلاس کا منظور کردہ مشترکہ اعلامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین ،والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم ، وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ،وعلی کل من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین امابعد۔

ملک بھر کے علماء کا یہ اجتماع عام مسلمانوں کے اس احساس میں برابر کا شریک ہے کہ ہمارا ملک جن گوناگوں مسائل سے دوچار ہے،اوراپنی تاریخ کے نازک ترین دور سے گزررہا ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ نفاذ اسلام کے جس عظیم مقصد کے لیے یہ مملکت خداداد حاصل کی گئی تھی ،اس کی طرف سے مجرمانہ غفلت برتی گئی ہے،اور عملاً اسلامی نظام عدل کی طرف پیش قدمی کی بجائے ہم اس منزل سے دور ہوتے چلے گئے ہیں ۔اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک بھر کے عوام ہمہ



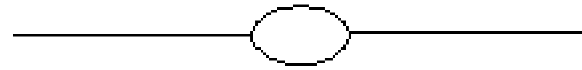
جہتی مسائل کی چکی میں پس رہے ہیں، دولت کی تقسیم کا نظام اس قدر مہیب ہے کہ ایک طرف دولتوں کے ڈھیر ہیں، اور دوسری طرف لوگ فقر و افلاس سے مجبور ہو کر خودکشیاں کر رہے ہیں۔

ملک بھر میں کسی کی جان و مال کا کوئی تحفظ نہیں ہے، قتل و غارت گری اور دہشت گردی سے ہر شخص سہا ہوا ہے اور مجرم دندناتے پھرتے ہیں، سرکاری محکموں میں رشوت ستانی اور بدعنوانی کا عفریت ملک کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے اور عوام کے لیے اپنا جائز حق وصول کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف بن گیا ہے۔

جو شخصیتیں ملک کا عظیم اثاثہ تھیں وہ برملا قتل کی جاتی ہیں اور قاتلوں کو سزا نہیں ہوتی۔ بے گناہ بچوں کو دھڑلے سے اغوا کیا جاتا ہے اور ملوث افراد کے خلاف کوئی کاروائی نہیں ہوتی۔ ناقص منصوبہ بندی کے نتیجے میں مہنگائی اور بجلی کی قلت نے عوام کو عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے، جس سے بے روزگاری میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔

دوسری طرف ہمارے ملک کے بہترین وسائل ان عوامی تکلیفوں کو دور کرنے اور ان کے اسباب کا ازالہ کرنے کی بجائے امریکہ کی مسلط کی ہوئی جنگ میں امریکی مفادات کے تحفظ کے لیے خرچ ہو رہے ہیں، جبکہ امریکہ کی طرف سے ہماری سرحدوں کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر کے ان ڈرون حملوں کا سلسلہ برابر جاری ہے، جن میں ہمارے بے گناہ شہریوں، عورتوں اور بچوں کی بہت بڑی تعداد شہید ہو کر بستیاں کی بستیاں اجڑ چکی ہیں۔ اور یہ بات واضح ہے کہ امریکہ نے اپنی بالادستی قائم کرنے اور عالم اسلام کے وسائل پر قبضہ کرنے اسلام اور امت مسلمہ کے تہذیب و تمدن کو تباہ کرنے کی کاروائیوں میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر جگہ جگہ بے گناہ مسلمانوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، اور خود ہمارے شہریوں کے ساتھ امریکہ میں بدترین ذلت آمیز سلوک کیا جاتا ہے، اور امریکہ مسلسل ہماری بجائے بھارت کو نوازتے رہنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔

اس سب کے باوجود حکومت کی پالیسیوں میں امریکی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ملکی مفادات کو بے دھڑک قربان کیا جا رہا ہے۔

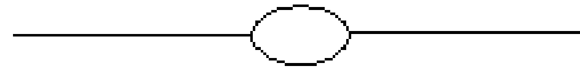


جب اجتماعی سطح پر مسلمانوں کو اس قسم کے مسائل درپیش ہوں تو اس وقت بطورِ خاص اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے اس کی نافرمانیوں سے بچا جائے، لیکن ان حالات میں بھی ملک میں بددینی کو فروغ مل رہا ہے، عریانی و فحاشی پر کوئی روک نہیں، نفاذ شریعت کی پر امن کوششوں کو درخورِ اعتناء ہی نہیں سمجھا جاتا، اور سود و قمار اور دوسری محرمات کو شیر مادر سمجھ لیا گیا ہے۔ ان تمام حالات میں ملک کے دردمند مسلمان سخت بے چینی کا شکار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا دین عطا فرمایا ہے جس میں نہ مایوسی کی کوئی گنجائش ہے اور نہ بے عملی کی۔ لہٰذا یہ تمام حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ ملک کے اربابِ حل وعقد اور عوام ایک دوسرے کو نشانہ ملامت بنانے کی بجائے مل جل کر اپنے طرز عمل میں انقلابی تبدیلیاں لائیں، اس طرح ملک کی کشتی گرداب سے نکل سکتی ہے۔

اسی غرض کے لیے علماء کرام کا یہ اجتماع بلایا گیا تھا کہ وہ اس صورت حال پر غور کر کے قرآن وسنت کی روشنی میں وہ طریقے تجویز کریں جو ملک کو اس صورت حال سے نکالنے کے لیے ضروری ہیں۔ چنانچہ یہ اجتماع متفقہ طور پر یہ سمجھتا ہے کہ مندرجہ ذیل اقدامات ناگزیر ہیں:

(۱) اس بات پر ہمارا ایمان غیر متزلزل ہے کہ اسلام ہی نے یہ ملک بنایا تھا اور اسلام ہی اسے بچا سکتا ہے، لہٰذا حکومت کا فرض ہے کہ وہ ملک میں اسلامی تعلیمات اور قوانین کو نافذ کرنے کے لیے موثر اقدامات کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارا دینی فریضہ بھی ہے اور ملک کے آئین کا اہم ترین تقاضہ بھی، اور اسی کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ملک میں انتہاپسندی کی تحریکیں اٹھی ہیں، اگر ملک نے اپنے اس مقصد وجود کی طرف واضح پیش قدمی کی ہوتی تو ملک اس وقت انتہاپسندی کی گرفت میں نہ ہوتا۔ لہٰذا وقت کا اہم ترین تقاضہ ہے کہ پرامن ذرائع سے پوری نیک نیتی کے ساتھ ملک میں نفاذ شریعت کے اقدامات کیے جائیں اس غرض کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل اور فیڈرل شریعت کورٹ کو فعال بنا کر ان کی سفارشات اور فیصلوں کے مطابق اپنے قانونی اور سرکاری نظام میں تبدیلیاں بلا تاخیر لائی جائیں، اور ملک سے کرپشن، بے راہ روی اور



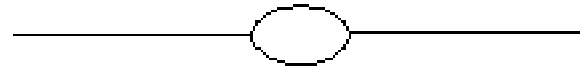
فحاشی وعریانی ختم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔

(۲) تمام سیاسی اور دینی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے دوسرے مقاصد پر نفاذ شریعت کے مطالبے کو اولیت دے کر حکومت پر دباؤ ڈالیں، اور اس غرض کے لیے مؤثر مگر پرامن جدوجہد کا اہتمام کریں، اور عوام کا فرض ہے کہ جو جماعتیں اور ادارے اس مقصد کے لیے جدوجہد کررہے ہیں ان کے ساتھ مکمل تعاون کریں۔

(۳) اس وقت ملک کا سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی کو قرار دیا جارہا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دہشت گردی نے اس ملک کو اجاڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رکھی۔ جگہ جگہ خودکش حملوں اور تخریبی کاروائیوں نے ملک کو بدامنی کی آماجگاہ بنایا ہوا ہے، ان تخریبی کاروائیوں کی تمام محبِ وطن حلقوں کی طرف سے بار بار مذمت کی گئی ہے اور انہیں سراسر ناجائز قرار دیا گیا ہے، لیکن اس تمام مذمت کے باوجود یہ کاروائیاں مسلسل جاری ہیں۔ لہٰذا اس صورت حال کا ٹھنڈے دل سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ آخر ملک بھر کی متفقہ مذمت اور فوجی طاقت کے استعمال کے باوجود یہ کاروائیاں کیوں جاری ہیں اور اس کے بنیادی اسباب کیا ہیں؟

ہماری نظر میں اس صورت حال کا بہت بڑا سبب وہ افغان پالیسی ہے جو جنرل پرویز مشرف صاحب نے غلامانہ ذہنیت کے تحت کسی تحفظ کے بغیر شروع کردی تھی، اور آج تک اسی پر عمل ہوتا چلا آرہا ہے جبکہ یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ اس پالیسی نے ہمارے ملک کو زخمی کرنے کے سوا کوئی خدمت انجام نہیں دی۔ لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ حکومت امریکہ نوازی کی اس پالیسی کو ترک کرکے افغانستان کی جنگ سے اپنے آپ کو بالکل الگ کرے اور امریکی افواج کو مدد پہنچانے کے تمام اقدامات سے دستبردار ہو۔

(۴) لیکن یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ حکومت کی غلط پالیسیوں کا مطلب یہ نہیں ہے ہم خود اپنے گھر کو آگ لگا بیٹھیں، لہٰذا ہم پورے اعتماد اور دیانت کے ساتھ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ پاکستان کے موجودہ حالات میں نفاذ شریعت اور غیر ملکی تسلط سے نجات حاصل کرنے کے لیے پرامن جدوجہد ہی بہترین حکمت عملی ہے، اور مسلح جدوجہد شرعی اعتبار سے غلط

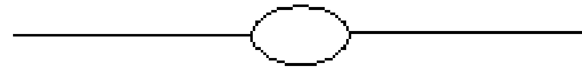


ہونے کے علاوہ مقاصد کے لیے بھی سخت مضر ہے اور اس کا براہ راست فائدہ ہمارے دشمنوں کو پہنچ رہا ہے اور امریکہ اسے اس علاقے میں اپنے اثر ورسوخ کو دوام بخشنے کے لیے استعمال کر رہا ہے، اگر کوئی شخص اخلاص کے ساتھ اسے دین کا تقاضہ سمجھتا ہے تو یہ اجتماع اس بات پر اتفاق کرتا ہے کہ ایسے حضرات کو حالات کے تقاضوں اور ضرورتوں سے آگاہ کر کے مثبت کردار کی ادائیگی پر آمادہ کرنے کے لیے ناصحانہ اور خیر خواہانہ روش اختیار کی جائے ۔

(۵) حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ اس بات کا احساس کرے کہ اندرونی شورشوں کا پائیدار حل بالآخر پر امن مذاکرات کے سوا کچھ نہیں ہوتا ۔ چنانچہ ملک کی پارلیمنٹ نے اس موضوع پر اپنی متفقہ قرارداد میں ایک طرف سابقہ حکمرانوں کی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کرنے اور ڈرون حملوں اور غیر ملکی مداخلت کے بارے میں قومی خودمختاری کے تحفظ پر زور دیا تھا، اور دوسری طرف اندرونی شورش کیلئے مذاکرات ہی کا طریقہ تجویز کیا تھا، لیکن پارلیمنٹ کی اس قرارداد کو عملاً بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے، لہٰذا حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس قرارداد کے مطابق اپنی حکمت عملی کو تبدیل کر کے خانہ جنگی کا خاتمہ کرے ۔

(۶) دینی مدارس کا فرض یہ ہے کہ وہ تعلیم وتربیت سے متعلق اپنے اصل مقاصد تک اپنی توجہ مرکوز رکھیں، اور اس نظام کو زیادہ مؤثر بنانے کی پوری کوشش کریں، جس سے اپنے زیر تربیت افراد میں تدین، امانت اور سچائی کی اس طرح پرورش کریں کہ وہ اسلام کے زریں اصولوں کی صحیح عملی تصویر کے آئینہ دار اور مجسم دعوت وتبلیغ کا ذریعہ بنیں ۔

(۷) عام مسلمانوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ مشکلات اور مصائب کا اصل حل اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ اس کی رحمتیں حاصل نہیں کی جاسکتیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور ہر طرح کے گناہوں سے توبہ کر کے رشوت ستانی اور ہر طرح کی حرام آمدنی، بے حیائی اور فحاشی، جھوٹ، غیبت اور دنیوی اغراض کے لیے باہمی جھگڑوں سے پرہیز کریں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے رجوع کی طرف متوجہ ہوں، شرعی فرائض کو بجا لائیں، اور اتباع سنت کا اہتمام کریں ۔



مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

درس قرآن کریم

پھر صرف نظری اور علمی طور پر نظام پیش کرنا ہی نہیں عملی طور پر اس کا رواج پانا اور تمام نظام ہائے دنیا پر غالب آ کر قوموں کے مزاج ، اخلاق ، اعمال ، معاشرت اور تمدن میں وہ انقلاب عظیم پیدا کرنا جس کی نظیر نہ قرون اولی میں مل سکتی ہے نہ قرون مابعد میں، یہ حیرت انگیز انقلاب کیا کسی انسان کی قدرت اور اس کی حکمت عملی کا نتیجہ ہو سکتا ہے؟ خصوصاً جبکہ وہ انسان بھی امی اور اس کی قوم بھی امی ہو۔

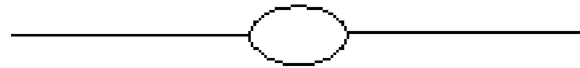
مخدرات سراپردہائے قرآنی　　　　چہ دل برند کہ دل می برند پنہانی

یہی وہ محیر العقول تاثیرات ہیں کہ جن کی وجہ سے قرآن کو کلام الٰہی ماننے پر ہر وہ شخص مجبور ہے جس کی عقل وبصیرت کو تعصب وعناد نے بالکل ہی برباد نہ کر دیا ہو۔

یہاں تک کہ اس دور مادہ پرستی کے مسیح مصنفین جنہوں نے کچھ بھی قرآن میں غور وفکر سے کام لیا اس اقرار پر مجبور ہو گئے کہ یہ ایک بے مثل و بے نظیر کتاب ہے۔

فرانس کا مشہور مستشرق ڈاکٹر مارڈریس جس کو حکومت فرانس کی وزارت معارف نے قرآن حکیم کی باسٹھ سورتوں کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کرنے پر مامور کیا تھا اس نے اعتراف کیا ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ:

''بے شک قرآن کا طرز بیان خالق جل وعلا کا طرز بیان ہے، بلا شبہ جن حقائق ومعارف پر یہ کلام حاوی ہے وہ ایک کلام الٰہی ہی ہو سکتا ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ اس میں شک وشبہ کرنے والے بھی جب اس کی تاثیر عظیم کو دیکھتے ہیں تو تسلیم واعتراف پر مجبور ہوتے ہیں پچاس کروڑ مسلمان جو سطح زمین کے ہر حصے پر پھیلے ہوئے ہیں ان میں قرآن کی خاص تاثیر کو دیکھ کر مسیحی مشن میں کام کرنے والے بالاجماع اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا کہ جس مسلمان نے اسلام اور قرآن کو سمجھ لیا وہ کبھی مرتد ہوا یا قرآن کا منکر ہو گیا ہو۔''

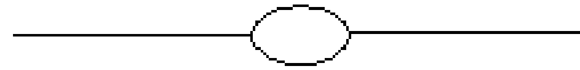


مسلمانوں میں تاثیر قرآنی کا یہ اعتراف اس مسیحی مستشرق سے ایک ایسے دور میں ہو رہا ہے جبکہ خود مسلمان اسلام اور قرآن سے بے گانہ اس کی تعلیمات سے دور، اس کی تلاوت سے غافل ہو چکے ہیں، کاش یہ مصنف اسلام اور قرآن کے اس دور کو دیکھتا جب کہ مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن کا عمل تھا اور ان کی زبانوں پر قرآن کی آیات تھیں۔

اسی طرح دوسرے مسیحی مصنفین نے بھی جو منصف مزاج ہیں اسی قسم کے اعتراف کیے ہیں۔ مسٹر ولیم میور نے اپنی کتاب ''حیات محمدؐ'' میں واضح طور پر اس کا اعتراف کیا ہے، اور ڈاکٹر شبلی شمیل نے اس پر ایک مستقل مقالہ لکھا ہے۔

قرآن کے کلام الٰہی اور معجزۂ نبوی ہونے پر دس وجوہ آپ سن چکے ہیں، آخر میں ایک اجمالی نظر اس پر ڈالیے کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پیدائشی یتیم ہو کر دنیا میں تشریف لائے ہیں، عمر بھر کسی مکتب میں قدم نہیں رکھتے، قلم اور کتاب کو ہاتھ نہیں لگاتے، اپنا نام بھی خود نہیں لکھ سکتے اسی میں جوان ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت عزلت پسند ہے، کسی کھیل تماشہ، جلسوں، ہنگاموں میں جانے کے بھی عادی نہیں، شعر و سخن سے بھی مناسبت نہیں، کسی قومی اجتماع میں کبھی کوئی خطبہ دینے یا تقریر کرنے کا بھی عمر بھر اتفاق نہیں ہوتا، چالیس سال ہونے کے بعد جب کہ ادھیڑ عمر میں پہنچ جاتے ہیں اور عادۃً کسی علم کے سیکھنے سکھانے کا وقت ختم ہو جاتا ہے اس وقت آپ کی زبان مبارک پر ایک ایسا محیر العقول، جامع حقائق فصاحت و بلاغت میں اعجاز نما کلام آنے لگتا ہے، جو کسی بڑے سے بڑے عالم ماہر اور فصیح و بلیغ سے بھی ممکن نہیں جس کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے بڑے بڑے فصحاء و بلغا کو خطاب فرماتے ہیں، ان کے جلسوں میں پہنچ کر خطبے دیتے ہیں اور پوری دنیا کے لیے عموماً عرب کے لیے خصوصاً یہ چیلنج سناتے ہیں کہ کوئی اس کے کلام الٰہی ہونے میں شبہ کرے تو اس کے کسی چھوٹے سے حصے کی مثال بنا کر دکھلا دے اس پر پوری قوم مثال پیش کرنے سے عاجز ہو جاتی ہے۔

(معارف القرآن ج ا ص ۱۵۶)



مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

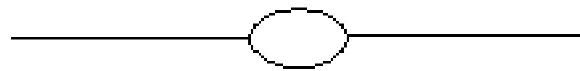
درس حدیث

ارکان اسلام کی دعوت میں ترتیب وتدریج

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لمعاذ بن جبل حین بعثہ الی الیمن انک ستأتی قوما من اھل الکتاب فاذا جئتھم فادعھم الی ان یشھدوا ان لااله الا اللّٰہ وان محمدا رسول اللّٰہ فان ھم اطاعوا لک بذالک فاخبرھم ان اللّٰہ قد فرض علیکم خمس صلوات فی کل یوم ولیلۃ فان ھم اطاعوا لک بذالک فاخبرھم ان اللّٰہ قد فرض علیکم صدقۃ تؤخذ من اغنیائھم فترد علی فقرائھم ،فان ھم اطاعوا لک بذالک فایاک وکرائم اموالھم واتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینہ وبین اللّٰہ حجاب۔

(رواہ البخاری ومسلم)

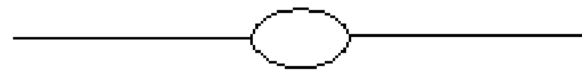
(ترجمہ) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو (رخصت کرتے ہوئے)ان سے فرمایا: تم وہاں اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس پہونچو گے پس جب تم ان کے پاس جاؤتو (سب سے پہلے)ان کو اس کی دعوت دینا کہ وہ شہادت دیں (یعنی دل وزبان سے قبول کریں) کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ،اور محمد اللہ کے رسول ہیں پس اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں ،اور یہ شہادت ادا کریں تو پھر تم ان کو بتلانا کہ اللہ نے دن رات میں تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں ۔پھر جب وہ اس میں بھی تمہاری اطاعت کریں تو اس کے بعد تم ان کو بتلانا کہ اللہ نے تم پر زکوۃ بھی فرض کی ہے جو قوم کے مالداروں سے لی جائے گی اور اسی کے فقراء ومساکین کو دے دی جائے گی ۔پھر اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو پھر (زکوۃ وصول کرتے وقت چھانٹ چھانٹ کے)ان کے نفیس نفیس اموال نہ لینا اور مظلوم کی بددعا سے بہت



بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔(بخاری ومسلم)

(تشریح) امام بخاری وغیرہ بعض علماء کی تحقیق کے مطابق ۱۰ھ میں اور اکثر علماء سیر ومغازی کے نزدیک ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تھا اور رخصت کرتے وقت اہل یمن کو اسلام کی دعوت دینے کے متعلق آپ نے ان کو یہ ہدایات دیں تھیں۔بعض لوگوں کو اس حدیث میں بھی یہ اشکال ہوا ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نماز اور زکوۃ کا ذکر فرمایا حالانکہ اس وقت روزہ اور حج کی فرضیت کا حکم بھی آ چکا تھا شارحین نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں اس ناچیز کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ قرین قیاس توجیہ یہ ہے کہ حضرت معاذ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ ہدایت دی اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اسلام کے ان تمام احکام وفرائض کو بتلانا نہ تھا جو اسلام لانے کے بعد ایک مسلمان پر عائد ہوتے ہیں بلکہ آپ کا مقصد ومطلب صرف یہ تھا کہ دین کی دعوت اور اسلام کی تعلیم میں داعی اور معلم کو جو ترتیب اور تدریج اختیار کرنی چاہیے وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بتلا دی،اور وہ یہ ہے کہ ایک دم سارے اسلامی احکام ومطالبات اور شریعت کے تمام اوامر ونواہی لوگوں کے سامنے نہ رکھے جائیں اس صورت میں اسلام قبول کرنا ان کے لیے بڑا مشکل ہوگا بلکہ سب سے پہلے ان کے سامنے توحید ورسالت کو پیش کیا جائے جب وہ اس کو مان لیں تو انہیں بتلایا جائے کہ اللہ تعالیٰ جو ہمارا اور تمہارا واحد رب اور لاشریک مالک ومولیٰ ہے اس نے ہم سب پر پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے پھر جب وہ اس کو مان لیں تو ان کو بتلایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مالوں میں زکوۃ بھی فرض کی ہے جو قوم کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور اس کے حاجت مند طبقہ میں تقسیم کر دی جائے گی۔

بہر حال حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت دینے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد دعوت وتعلیم میں ترتیب وتدریج کا حکیمانہ اصول ان کو بتلانا تھا،باقی اسلام کے ضروری احکام اور ارکان حضرت معاذ کو معلوم ہی تھے اس لیے اس موقع پر سب کے بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔(ص ۸۶)



محمد صدیق عفا اللہ عنہ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

بقلم: حضرت مولانا حافظ ابرار الحق صاحب حقی تصحیح: مولانا محمد اسعد اللہ رامپوری قدس سرہما

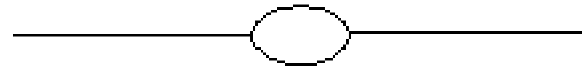
O ایک صاحب مجلس میں ہاتھ باندھے ہوئے بیٹھے تھے حضرت اقدس نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ اس خاص نشست میں کیا مصلحت ہے؟ ایسی باتوں سے دوسروں پر بار پڑتا ہے۔

لوگ عقیدت ظاہر کرنے کے لیے اس قسم کی لغو باتیں کرتے ہیں ان تکلفات نے ناس کر دیا ہے۔ زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ کوئی ان باتوں پر روک ٹوک نہیں کرتا کہیں ان پر دارو گیر نہیں ہوتی، آج کل تو اہل حق کی حالت بھی بہت ابتر ہو رہی ہے۔

ایک شیخ کا واقعہ سن کر حیرت ہوئی کہ ان کے کسی معتقد نے جوش عقیدت میں ان کے پاؤں چوم لیے تو وہ حاضرین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں دیکھو اعتقاد و محبت اس کو کہتے ہیں بجائے ممانعت کے یہ فرمایا ان تکلفات کو رواج دیا جاتا ہے لوگوں میں اعتدال بالکل نہیں ہے، ہر چیز میں حدود سے باہر ہو جاتے ہیں، اگر ادب کرتے ہیں تو اتنا کہ وہ تکلف ہو جاتا ہے اور بے تکلفی کرتے ہیں تو اتنی کہ بے ادبی بن جاتی ہے، غرض یا افراط ہے یا تفریط اعتدال عنقا ہے۔ حالانکہ ہر شئی میں حدود و قیود کی رعایت ضروری ہے تاکہ اعتدال قائم رہے۔

O وصل صاحب نے ذکر کیا کہ میں نے سنا ہے کہ ایک بزرگ ریاست رامپور گئے نواب صاحب نے بے حد تعظیم کی پھر مولانا نے ریاست میں ملازمت کر لی۔ نواب صاحب نے دوسری ملاقات کے وقت اتنی تعظیم نہ کی، مولانا فوراً استعفاء دے کر چلے آئے اور پھر تمام عمر نہیں گئے، کہتے تھے کہ اگر ملازمت سے دین کی وقعت نہیں رہتی ہے تو بھوکا رہنا گوارا ہے اور یہ بے وقعتی گوارا نہیں، یہ سن کر حضرت نے فرمایا غیرت پسندیدہ ہے اور مأمور بہ وہی ہے کہ دین کی ذلت کو گوارا نہ کیا جائے۔

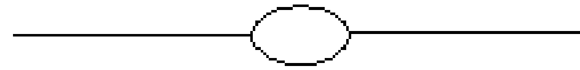
O فرمایا سفارشی مریدین بہت گڑبڑ کرتے ہیں اکثر بدسلیقہ ہوتے ہیں میں پہلے اکابر اور



مخلص احباب کی سفارش سے بعض لوگوں کو بیعت کرلیا کرتا تھا اور اس وقت بہت با اخلاق مشہور تھا لیکن میں نے تلخ تجربات سے مجبور ہوکر سفارشی بیعت کو چھوڑا اس لیے اب بد اخلاق مشہور ہوگیا واقعہ یہی ہے کہ سفارشی مرید اکثر مہمل ثابت ہوتا ہے، اگر مہمل نہ ہوتا تو کسی کو سفارشی نہ لاتا، اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ نیازمندی سے عار ہے، دوسروں کے ذریعہ سے زور ڈال کر کام نکالنا چاہتا ہے دوستوں کو بھی چاہیے کہ اس قسم کے معاملات میں سفارش نہ کیا کریں سفارش سے وہ مقصود فوت ہوجاتا ہے جس کے لیے بیعت کی جاتی ہے۔

O دعوت وطعام کے تذکرہ پر فرمایا کہ ہر جگہ کا مذاق مختلف ہے گوشت ہی کو لے لیجیے کہیں تقریباً خام کہیں نیم پخت، کہیں بالکل گلا کر اور کہیں بھون کر کھاتے ہیں دعوت کرنے والے کو چاہیے کہ جس کی دعوت کرے اس کے مذاق کی رعایت کرے جس کا سہل طریق یہ ہے کہ اسی سے پوچھ لیا جائے اس کو اپنے مذاق کا تابع نہ بنائے۔

اس کے متعلق شیخ اصغر علی صاحب تاجر عطر لکھنؤ نے جو بڑے مدبر اور دانشمند تھے خوب تفصیل فرمائی تھی کہ دعوت کی تین قسمیں ہیں (۱) اعلیٰ (۲) اوسط (۳) ادنیٰ۔ اعلیٰ تو یہ ہے کہ نقد دام دے دیے جائیں کہ جب چاہے کھاؤ اور جو چاہے کھاؤ یا اور کہیں ضرورت میں صرف کرلو۔ اور اوسط یہ ہے کہ جنس دے دی جائے کہ جب چاہے کھاؤ اور جس طرح چاہے استعمال کرو۔ اور ادنیٰ یہ ہے کہ پکا کر کھلایا جائے جس میں عموماً یہ ہوتا ہے کہ وقت سے بے وقت ہوجاتا ہے۔ خلاف معمول کھانا پڑتا ہے مفید ومضر چیزوں کا اہتمام نہیں ہوتا پھر طرہ یہ کہ لینے تو جائے گی سواری اور واپسی پر سیدھا راستہ بتادیا جائے گا۔ اسی سلسلہ میں فرمایا ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحب نے میری دعوت کی تھی میں فرش پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا اور حضرت چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو ایک بزرگ نے وصیت کی تھی کہ کسی کی دعوت نہ کرنا یہ سن کر مجھ کو وسوسہ ہوا کہ پھر میری دعوت حضرت نے کیوں کی۔ حضرت نے فوراً فرمایا کہ تم یہ خیال نہ کرنا کہ تمہاری دعوت ہے تمہارا تو یہ گھر ہے۔ جس طرح گھر کھایا اسی طرح یہاں۔ دعوت وہ ہے جس میں تکلفات ہوں، وقت سے بے وقت ہو، خلاف معمول ہو یہاں کچھ بھی نہیں۔ (ص ۹۶)



فقیہ العصر حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

اصلاحی مکاتیب

سالکین کے خطوط اور حضرت فقیہ العصر رحمہ اللہ کے جوابات

حال: بندہ بدبختی میں اتنا مبتلا ہے کہ کوئی نیکی ہوتی نہیں اور بدکرداریاں ہوتی ہیں باوجودیکہ یہ بات مستحضر ہوتی ہے کہ یہ کام ناجائز ہے، خدا تعالیٰ کے دربار میں کیا جواب دہی ہوگی۔

ارشاد: اس استحضار کے ساتھ اس کی عقوبت کا استحضار اور پھر استغفار بھی ہونا ضروری اور مفید ہے۔

حال: ذکر کرتے وقت بعض دفعہ تو لذت محسوس ہوتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر بن موسے اللہ اللہ نکل رہا ہے۔

ارشاد: بڑی نعمت ہے مبارک ہو۔

حال: شاید توبہ میں کچھ کمی واقع ہوتی ہے جس کی وجہ سے استقامت علی التوبہ نصیب نہیں ہو رہی۔

ارشاد: توبہ ایسا علاج ہے جس کے بعد مایوسی کی کوئی راہ نہیں ہے جب معصیت ہو جائے تو توبہ ہی اس کا صابن ہے ع صد بار اگر توبہ شکستی باز آ، بار بار توبہ ٹوٹنے سے مایوسی نہیں ہونی چاہیے وہ کریم ذات ہے اس کی کریمی پر نظر ہونی چاہیے۔

حال: معمولات میں ناغے بہت ہوئے اب پھر پابندی کی کوشش ہے۔

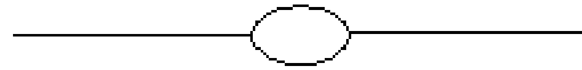
ارشاد: کوشش کا ہی بندہ مکلّف ہے۔

حال: حضرت تھانویؒ کے مواعظ کا مطالعہ زیادہ مفید ہے یا تربیت السالک کا۔

ارشاد: مواعظ کا مطالعہ زیادہ کریں یہ زیادہ مفید ہے تربیت السالک منتہی کیلئے ہے۔

حال: نگاہ کی حفاظت کے بارہ میں عرض یہ کہ عورتوں سے تو میں بتوفیق ایزدی نگاہ کو بالکل نیچے کر لیتا ہوں لیکن بچوں کے ساتھ اختلاط بوجہ سلسلہ تعلیم قرآن ہوتا ہے تو اس میں ابتلاء ہو جاتا ہے اس مرض کا علاج اور اس کا طریق ارشاد ہو۔

ارشاد: آنکھ نیچی رکھنا ہی اس کا علاج ہے اور عقوبت کا استحضار بھی اور غلطی ہونے پر فوراً توبہ واستغفار، اگر اس میں تمام عمر بھی گذر جائے تو محرومی نہیں ہے۔



فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

دینی مدارس اور جدید ایجوکیشن سنٹرز

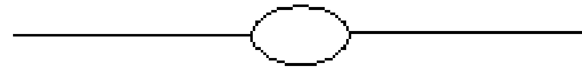
الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد:
ماہنامہ الخیر ملتان بابت ماہ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ موصول ہوا، اس میں روزنامہ خبریں ۱۸؍ اور ۲۰؍ دسمبر ۱۹۹۹ء کے حوالے سے بالترتیب درج ذیل دو خبریں نظر سے گزریں۔

فوجی حکومت نے ملک بھر میں واقع ۴؍ ہزار دینی مدارس میں تعلیم وتدریس اور نصاب میں ردوبدل کر کے ان مدرسوں کو جدید ایجوکیشن سنٹرز میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے واضح رہے کہ ان دینی مدارس میں اس وقت سات لاکھ طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں دینی مدارس میں تعلیم وتدریس میں تبدیلی کا مقصد بے روزگاری کا خاتمہ اور ملک بھر میں ابھرتے ہوئے مذہبی عناصر کو کنٹرول کرنا ہے .... معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے دینی مدارس کے کلچر میں تبدیلی کا فیصلہ حال ہی میں ہونے والے ایک سروے کے بعد کیا ہے۔

وفاقی حکومت نے دینی مدارس کے تعلیمی نظام اور نصاب میں تبدیلی کے لیے ایک آرڈیننس تیار کر کے صدر مملکت کو منظوری کے لیے بھجوا دیا ہے۔ جدید تعلیمی نظام کے تحت ان مدارس میں انگلش اکنامکس اور کمپیوٹر سائنس کے مضامین کی تعلیم دی جائے گی اس کے علاوہ وزارت تعلیم نے اس نئے پلان کے تحت ملک میں ''ماڈل دارالعلوم'' بھی قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جہاں پر انگلش اکنامکس پاکستان سٹڈیز اور ریاضی کے مضامین پڑھائے جائیں گے۔

مدیر الخیر نے اس پر جو تبصرہ کیا ہے اسے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ فاضل مدیر نے تبصرہ کا حق ادا کر دیا ہے، جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

احقر کو اس تبصرہ سے مکمل اتفاق ہے۔ تائید مزید کے طور پر چند باتیں پیش خدمت ہیں جن کو پیش نظر رکھنا امید ہے کہ مفید ہوگا۔



حفاظت اسلام اور دینی مدارس

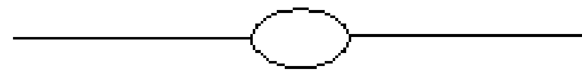
یہ ایک واضح اور روشن حقیقت ہے کہ جس کو مخالف سے مخالف بھی جھٹلانے کی جرأت نہیں کرسکتا کہ برصغیر پاک وہند میں دینی مدارس کے ذریعہ ہی اسلامی تہذیب، اسلامی عقائد ومعاشرت اور اسلامی علوم، قرآن وحدیث وفقہ کا تحفظ ہوا برطانیہ کی حکومت نے اسلامی عقائد اور اسلامی معاشرت کو مٹانے کے لیے طرح طرح کے حربے استعمال کیے مگران دینی مدارس نے اس کے ہر حربہ کا مقابلہ کیا اور تقریباً ڈیڑھ صدی تک اسلامی اقدار اور اسلامی علوم ومعاشرت کی حفاظت کی۔ بحمداللہ تعالیٰ یہ دینی مدارس اسلام کی حفاظت کے لیے قلعے ثابت ہوئے۔

نظریہ پاکستان اور دینی مدارس

دوسرے یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ جس اسلامی نظریہ اور اسلامی معاشرت پر بعد میں پاکستان کا مطالبہ کیا گیا اور وہ قائم ہوا اور جس کا نام ''دوقومی نظریہ'' ہوا اس کو ان ہی دینی مدارس نے قائم رکھا اور برطانیہ کے ہر حربہ اور اس کی ہر تدبیر کا جواب دیا یہی اسلامی نظریہ قیام پاکستان کی بنیاد بنا۔ خدانخواستہ اگر یہ دینی مدارس والے دنیاوی لالچ میں آجاتے اور دنیاوی عہدوں اور مناصب کی خاطر برطانیہ کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس کر دینی تعلیم وتہذیب کو چھوڑ بیٹھتے تو برصغیر کا بھی وہی حال ہوتا جو آج ترکیہ، لیبیا، سوریا، ناجیریا کا ہے۔ دینی مدارس بند ہونے کی وجہ سے نہ علماء بنتے ہیں نہ حافظ قرآن۔

اگر یہ دینی مدارس نہ ہوتے؟

اس لیے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اگر یہ دینی مدارس اور مساجد کا نظام نہ ہوتا تو عالم اسباب میں اسپین کی طرح برصغیر پاک وہند میں بھی (نعوذباللہ) اسلام اور اسلامی اقدار ایک قصۂ پارینہ بن چکا ہوتا اور جس ''دوقومی نظریہ'' پر تحریک پاکستان چلی اور پروان چڑھی اس کا نام ونشان بھی نہ ملتا۔ خداداد سلطنت پاکستان کی بنیاد انہی دینی مدارس کے نظام تعلیم نے ہی مہیا کی ہے اور اب بھی اسی دوقومی نظریہ پر دولت پاکستان قائم ہے۔ اس نظام کو بدلنا دوقومی نظریہ اور پاکستان کی بنیاد کے مٹانے کی کوشش کرنے کے مترادف ہے۔



مدارس دینیہ کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم کی رائے

یورپ کو دیکھنے کے بعد میری رائے بدل گئی ہے ان مکتبوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہی مکتبوں میں پڑھنے دو، اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا اسے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں، اگر ہندوستان کے مسلمان ان مکتبوں سے محروم ہوگئے تو بالکل اسی طرح جس طرح ہسپانیہ میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈر اور الحمراء اور باب الاخوین کے نشانات کے سوا اسلام کے پیرووں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا۔ ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلی کے لال قلعے کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔ (آئینہ آئین وقواعد ص ۳۰)

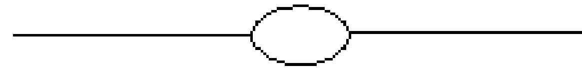
یہ کسی مکتبی ملا کی رائے نہیں بلکہ اسی اقبال کی فکر ہے جو مفکر پاکستان کہلاتے ہیں اور ان کی اتباع کو بانیان پاکستان بہت ضروری خیال کرتے ہیں موجودہ حکومت کو بھی سنجیدگی سے اس رائے اقبال پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ جس وقت موصوف نے اس رائے گرامی کا اظہار کیا تھا اس وقت علی گڑھ وغیرہ میں دوسرا نظام تعلیم بھی دینی مدارس کے نظام کے ساتھ چل رہا تھا، مگر پھر بھی اقبال کی رائے یہی تھی کہ "ان مکتبوں کو اسی حال میں رہنے دو"۔

اقبال کو جو اسلامی فکر حاصل ہوا وہ بھی اسی سیالکوٹ کے اس قدیمی طرز کے دینی ملائی مکتب کا عطیہ اور احسان تھا۔

دو نظام تعلیم کی ضرورت

آج دو نظام تعلیم کو شجرہ ممنوعہ سمجھا جا رہا ہے حالانکہ ان دونوں نظاموں کے مقاصد اور ان کی افادیت علیحدہ علیحدہ مسلم ہے۔ ایک نظام سے علوم دینیہ کے ماہر تیار ہوتے ہیں، دوسرے سے دنیوی علوم کے ماہر بن رہے ہیں اگر چہ ان پر بھی لازم ہے کہ وہ بنیادی دینی تعلیم حاصل کر کے پھر دوسرے علوم پڑھیں کیونکہ ضروری دینی تعلیم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

ہر سال ان دینی مدارس سے ہزاروں حافظ قرآن، مکمل علماء دین جو علم قرآن اور



حدیث اور علم فقہ کے متخصص ماہرین تیار ہوتے ہیں جو دو نظاموں کو جمع کرنے سے ہرگز تیار نہیں ہوسکتے ، یہ حفاظ اور علماء موجودہ لاکھوں مساجد میں خطابت کے ذریعہ لاکھوں مسلمانوں کی علمی اخلاقی تعلیم وتربیت میں مشغول ہیں اور ساتھ ہی دینی مدارس کے لیے علماء وحفاظ تیار کرنے میں بھی مشغول ہیں۔

ہماری افواج پاکستان میں بھی ہزاروں کی تعداد میں دینی مدارس کے فضلاء بطور خطیب وامام مقرر ہیں۔اگر یہ نظام جاری نہ رہے تو آئندہ ایسے حفاظ اور مکمل علماء دین جو درس وتدریس کے ذریعہ مکمل علماء بھی تیار کرسکیں تیار ہونا بند ہوجائیں گے۔اور حکومت کے مجوزہ نصاب سے تو دنیا کے علماء ہی تیار ہوں گے،علماء دین ہرگز تیار نہیں ہوسکتے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کا ارشاد گرامی

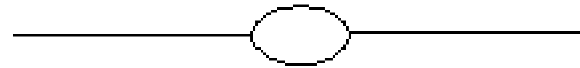
حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا علماء سے ارشاد ہے: آج کل مشغلہ علم دین سب سے اچھا ہے دین کی تعلیم سے بہتر آج کل کوئی خدمت نہیں جس کو خدا تعالیٰ علم دے تو اس کے لیے اس سے بہتر کوئی اور مشغلہ نہیں اور فضیلت بھی اس کی اس قدر رہے کہ شاید ہی کسی دوسرے عمل کی ہو جب تک تعلیم کا سلسلہ چلتا چلا جائے گا قیامت تک نامہ اعمال میں ثواب بڑھتا جائے گا (حسن العزیز)

دینی تعلیم کا مقصد

دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنا دینی مقاصد کی تحصیل کے لیے ہوتا ہے قرآن وحدیث ،اسلامی فقہ وغیرہ اسلامی علوم میں کمال ومہارت حاصل کرنا ان کا مطمح نظر ہوتا ہے۔اس تعلیم کا مقصد دنیا کمانا نہیں ہوتا بلکہ آخرت کے ثواب کا حصول مقصد ہے جیسا کہ حضرت حکیم الامت کے اوپر کے ارشاد گرامی سے بھی واضح ہورہا ہے۔اسی لیے یہ حضرات اسلامی علوم کی تحصیل کے بعد تمام عمر اسی اسلامی علم کی تعلیم میں گزاردیتے ہیں علوم شرعیہ کی حفاظت اور ثواب آخرت ہی ان کا مقصد ہوتا ہے دنیا کمانا ان کا مقصد نہیں ہوتا۔

ایک مشہور طعنہ کا جواب

بعض حقیقت ناشناس جو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ یہ دینی مدارس اور مساجد ہی کے کام کے



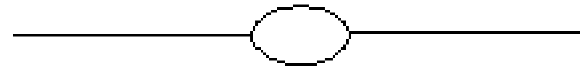
ہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی وکیل اور ملکی قانون کے ماہر کو یہ کہا جائے کہ بس یہ قانون ہی کا ماہر اور جاننے والا ہے طبی علاج معالجہ ڈاکٹری کو نہیں جانتا نہ یہ انجینئری کو جانتا ہے یہ کم فہمی کی باتیں ہیں سمجھدار آدمی سمجھتا ہے کہ ڈاکٹری اور انجینئری اور وکالت الگ الگ شعبے ہیں ۔جس شخص نے جس فن میں تکمیل کی ہے وہ اسی فن کے کام کا ہوگا۔دوسرا شعبہ اس کا نہیں ہوتا لیکن یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے کیونکہ ہر شخص تمام شعبوں کا ماہر نہیں ہوا کرتا،اسی لیے حکومت نے خود بھی ان شعبوں کے لیے الگ الگ کالج اور درس گاہیں بنائی ہوئی ہیں۔

بے روزگاری اور دینی مدارس

باقی رہا بے روزگاری کے خاتمہ کو مقصد قرار دینا تو اس ہمدردی کے لیے ہم ممنون ہیں لیکن دینی مدارس نے کبھی اس کی درخواست حکومت سے نہیں کی نہ اس کے وہ خواہش مند ہیں، عشر وزکوٰۃ کا نظام جو حکومت کے ذریعہ ملک میں رائج ہے اس میں حکومت کے کسی محکمہ سے مالی تعاون نہیں ہوتا مسلمانوں کی بنکوں میں رکھی ہوئی رقومات جن کو بینک والے استعمال کرتے رہتے ہیں ان کا سود ہی ہوتا ہے اس کو لینا اہل مدارس پسند نہیں کرتے اس سلسلہ میں رضا ورغبت کے ساتھ عوام مسلمانوں کا تعاون ہی کافی ہوتا ہے اور اکثر اہل مدارس لائق استاذوں کی تلاش میں رہتے ہیں دینی مدارس میں بے روزگاری کا مسئلہ بہت ہی خال خال ہے اور ماڈل دارالعلوموں کے فاضلین کے لیے بھی اس کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی کہ ان کو ملازمت ضرور مل جائے گی ۔موجودہ سرکاری مدارس کے فارغین بکثرت ملازمت کے لیے پریشان ہیں ایک اسامی خالی ہوتی ہے تو سینکڑوں درخواستیں موصول ہوجاتی ہیں ۔بس اس سلسلہ میں تو یہی عرض ہے کہ بے روزگاری کا فکر نہ کریں اس سے مصائب اور پریشانیاں بڑھیں گی کم نہ ہوں گی ۔ ع بخیر تو امید نیست بد مرساں

نصاب میں تبدیلی کا مقصد

حکومت کے سروے کے مطابق چار ہزار دینی مدارس میں سات لاکھ طلبہ وطالبات کا بوجھ برداشت کرنا آسان نہیں ہے پھر ان کے فضلاء کی ملازمتوں کا لینا بہت مشکل معاملہ ہے حکومت جس طرح مالی مشکلات میں گھری ہوئی ہے اس کو سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے ۔ملک



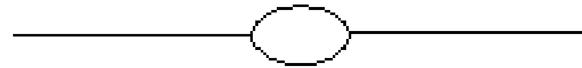
میں ابھرتے ہوئے مذہبی عناصر کو کنٹرول کرنے کے لیے نصاب کے بدلنے کا کچھ تعلق نہیں ہے یہ انتظامی معاملہ ہے، البتہ امریکہ کے بنیاد پرستی کے فارمولے کو بروئے کار لانے کا عزم شاید اس تبدیلی سے ہوسکے، لیکن پاکستان کے عوام اسلام اور اسلامی تعلیمات کے بارہ میں دینی مدارس کے علماء وفضلاء پر ہی اعتماد کرتے ہیں اور ان کو ہی قرآن وسنت اور اسلامی فقہ کا ماہر اور مستند فاضل ومتخصص سمجھتے ہیں کیونکہ یہی مدارس مسلمانوں کی اسلامی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور ان کے لیے شب وروز محنت کرکے دینی علوم حاصل کرتے ہیں۔ یہ تمام سسٹم برطانیہ کے زمانہ سے علماء کرام اور دیندار طبقہ نے اسلام کے تحفظ کے لیے قائم کیا ہوا ہے اور اس کے ثمرات حسنہ سب کے سامنے ہیں اور ان کی دینی خدمات تمام دینی شعبوں میں انجام پارہی ہیں۔

دینی مدارس کا ایک بڑا کارنامہ

درحقیقت یہ دینی مدارس اپنی مدد آپ کے اصول پر اسلامی علوم کے تحفظ کی خدمت انجام دے رہے ہیں، اسلام اور علوم اسلامیہ کے تحفظ کا یہ بہت بڑا ذریعہ ثابت ہوئے ورنہ انگریزوں نے اسلامی علوم کو مٹانے کی جو سکیمیں رائج کی تھیں ان کا نتیجہ وہی نکلتا جس کا مختصر تذکرہ علامہ اقبال مرحوم کے اوپر کے بیانات سے ہوا ہے، یہی مدارس تھے جن کے ذریعہ اسلامی اقدار اور اسلامی تہذیب برصغیر میں قائم رہی، ان مدارس کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے ان کا احسان ماننا چاہیے کہ انہوں نے تمام لادینی نظام ہائے تعلیم کے مقابلے میں خالص اسلامی علوم کی حفاظت کی اور اس کے لیے اپنوں اور غیروں کے طعنے برداشت کیے مگر اسلامی اقدار کو مٹنے نہیں دیا، اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان کی خدمات کو مقبول اور مساعی کو مؤثر بنایا اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا ارشاد

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے صحیح فرمایا اس سے بھی دینی مدارس کی اہمیت وافادیت واضح ہوتی ہے اور دینی مدارس کے بارہ میں علامہ اقبال کے نظریہ کی بھی تائید ہوتی ہے فرماتے ہیں:



اس میں ذرہ بھی شبہ نہیں کہ اس وقت مدارس علوم دینیہ کا وجود مسلمانوں کے لیے ایک ایسی نعمت ہے کہ اس سے فوق متصور نہیں، دنیا میں اگر اس وقت اسلام کے بقاء کی کوئی صورت ہے تو یہ مدارس ہیں، ان کو بے کار بتلانے والے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک اسلامی ضروریات سے اور مدارس کے اثرات سے بے خبر ہیں۔

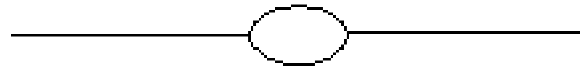
مختصر بیان اس کا یہ ہے کہ اسلام نام ہے خاص عقائد اور اعمال کا جس میں دیانات، معاملات، معاشرت واخلاقیات سب داخل ہیں اور ظاہر ہے کہ عمل موقوف ہے علم دین پر اور دینی علوم کی بقاء ہرچند کہ فی نفسہ موقوف نہیں ہے ان مدارس پر مگر باعتبا عوارض وقتیہ عادتاً ضرور موقوف ہے مدارس پر۔ جس شخص کو یہ تجربہ ہوگا وہ اس حکم میں ذرا توقف نہیں کرے گا اور جس کو توقف ہو وہ تجربہ کرسکتا ہے اس لیے اس میں تطویل کلام کی حاجت نہیں سمجھی گئی، غرض بالیقین یہ مدارس خدا تعالیٰ کی بہت رحمت اور بڑی نعمت ہیں۔ (وعظ حقوق العلم، الخیرص ۹)

اسلام میں عقائد کی اہمیت

حضرت حکیم الامت تھانوی نے اسلام کا مختصر مگر جامع تعارف کرا دیا ہے بعض لوگوں نے عقائد کو جو اصل الاصول ہیں اسلام سے خارج کر کے اپنا ذاتی معاملہ سمجھ لیا ہے ان کا نہ صرف یہ کہ ذکر نہیں کیا جاتا بلکہ ان کے ذکر کو تفرقہ اور فرقہ وارانہ تفریق سمجھا جاتا ہے حالانکہ اسلام نام ہی صحیح عقائد کا ہے اعمال ان ہی عقائد کی فرع ہیں، عقائد اور فروع کا ذکر فرما کر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اسلام کی جامعیت کی طرف اشارہ کر دیا اور تمام اصول وفروع کا جامع قرار دے دیا۔

اسی کی تعلیم دینی مدارس میں دی جاتی ہے اور یہی ان مدارس کا اصل موضوع ہے اور یہی خدمت یہ مدارس انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی وناصر ہو۔ وھو حسبنا ونعم الوکیل۔ فقط

غرہ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ یوم العید



ترتیب:عبدالناصر ترمذی

تواضع کی حقیقت

خطاب

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

بموقع پچاس سالہ دستار بندی فضلاء جامعہ دارالعلوم کراچی ،مورخہ کیم ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ

(بعدازخطبہ مسنونہ) فقدقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ او کماقال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

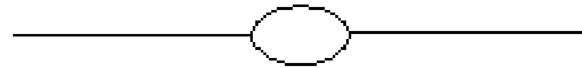
یہ پچاس سالہ فضلاء دارالعلوم کراچی کی دستار بندی کے سلسلہ میں اجتماع عظیم ہورہا ہے صبح سے ماشاءاللہ اکابر علماء کی تقریریں ہورہی ہیں اللہ تعالیٰ کابڑا فضل اوراحسان ہے کہ اتنے علماء اورصلحاء کی بیک وقت اجتماعی زیارت کاموقع نصیب ہواایسے خالص دینی اجتماعات بہت کم ہوتے ہیں اس کا مقصدتو آپ کومعلوم ہوچکا ہے صبح ہمارے محترم صدر(حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم)صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں تذکرہ فرمادیا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم ومزکی نفوس

جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم معلم حکمت تھے معلم قرآن بھی تھے مکہ معظمہ میں دارارقم سے ہی قرآن وسنت کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا تھاتقریباً تیرہ سال تک یہ سلسلہ وہاں جاری رہا پھرمدینہ منورہ میں آکر یہ سلسلہ کئی گھروں اورمکانات میں رہاخاص طور پر صفہ کے اندرجاری کیا گیااورجیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم معلم کتاب اورحکمت تھےایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزکی نفوس بھی تھے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقی بیماریوں اورنفس کےعیوب کاتزکیہ بھی فرمایا۔

تزکیہ نفس کی ضرورت واہمیت

جس طرح جسم کے اندرامراض ہوتے ہیں ایسے ہی قلب کے اندربھی امراض ہوتے ہیں ان کاعلاج بھی ضروری ہے جیسا کہ ہم جسم کی بیماریوں کاعلاج کرتے ہیں،اورامراض قلب

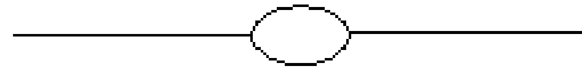


جسم کی بیماریوں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔قرآن کریم کی آیت قد افلح من زکھا کا خلاصہ یہ ہے کہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا، امراض وعیوب سے صاف کیا وہ فلاح پا گیا آج ہم سب اس کے طالب ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ توفیق دیں۔اورایسے اللہ والے بھی مل جاتے ہیں کہ جن سے حکمت ایمانی نصیب ہوجاتی ہے،علم ظاہر کے طالب تو بہت ہیں کہ جگہ جگہ مدارس قائم ہیں والحمدللہ علی ذلك لیکن تزکیہ نفس کہ اکثر حضرات اس کو سمجھتے بھی ہیں مگر علاج نہیں ہوتا۔ ہمارے ہاں تزکیہ کی اتنی اہمیت نہیں ہے ہم اس سے غافل ہورہے ہیں۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ تم دس سال دارالعلوم دیوبند لگا کر آئے ہو کم سے کم دس مہینے ہی میرے پاس تزکیہ نفس کیلئے رہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت معلم ومزکی تھے اور ساری عمر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تزکیہ وتعلیم کا کام کیا تو کیا ان کی جانشینی کا حق اسی طرح ادا ہوگا جس طرح ہم کر رہے ہیں، علماء ورثۃ الانبیاء ہیں تو کیا وہ صرف علم کی وراثت ہے؟تزکیہ کی وراثت نہیں ہے؟وراثتِ علم میں تزکیہ بھی شامل ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی دربار اشرفی میں

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی کا نام آپ حضرات نے سنا ہوگا یہ ہمارے حضرت تھانوی کے خلفاء میں سے ہیں ندوہ کے بہت بڑے فاضلین میں سے تھے اور ہمارے اکابر سے زیادہ تر علیحدہ ہی رہتے تھے، پھر کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ حضرت تھانوی کی خدمت میں حاضری کی دولت نصیب ہوئی اور وہاں آنے جانے لگے،ایک مجلس میں بیٹھے تھے مجلس کے بعد حضرت خواجہ عزیزالحسن مجذوب جو کہ حضرت تھانوی کے دربار کے فیض یافتہ تھے اور سید سلیمان ندوی کے بھی ان سے بہت تعلقات تھے ان سے فرمایا کہ ''آج مجھے معلوم ہوا کہ علم کسے کہتے ہیں'' حالانکہ وہ بہت بڑے عالم فاضل تھے،حضرت خواجہ عزیزالحسن صاحب نے موقع پاکر یہ بات حضرت تھانوی کے گوش گزار کی کہ سید صاحب یوں کہہ رہے تھے حضرت خاموش ہوگئے اور اگلے دن پھر مجلس ہوئی تو حضرت نے دوران مجلس فرمایا کہ ''اونٹ جب تک پہاڑ کے دامن سے نہ نکلے اپنے آپ کو بہت اونچا سمجھتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میرے سے اونچا کوئی نہیں ہے'' حضرت نے بڑی عجیب اصلاح فرمائی



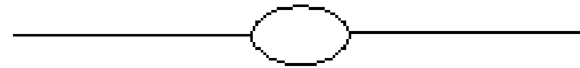
اور یہ ایک میں نے حضرت کی مثال دی تمام مصلحین امت اسی طرح کرتے ہیں۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی نصیحت

سید صاحب واپسی کے لیے مصافحہ کرنے لگے ہاتھ میں ہاتھ دیا تو عرض کرنے لگے کہ حضرت مجھے کوئی نصیحت فرمادیں تو حضرت نے فرمایا کہ ''آپ خود عالم ہیں میں آپ کو کیا نصیحت کروں بس یہ کہتا ہوں کہ جتنا ہو سکے اپنے آپ کو مٹایئے'' حضرت سمجھ گئے کہ ان میں اس بات کی ضرورت ہے، ہر شخص میں الگ الگ بیماریاں ہوتی ہیں جسے طبیب کامل ہی سمجھتا ہے وہی علاج بھی تجویز کرتا ہے جو کہ مفید ہوتا ہے ایک ہی علاج سب کے لیے نہیں ہو سکتا سید صاحب کا ہاتھ حضرت تھانوی کے ہاتھ میں تھا حضرت کی نصیحت کا اتنا اثر ہوا کہ سید صاحب کی چیخ نکل گئی اور رو پڑے یہ اللہ والوں کی مجلس کے اثرات ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی بے نفسی

تواضع کا تعلق دل کی کیفیت سے ہوتا ہے صرف زبان سے کہنے کا نام تواضع نہیں ہے کہ میں عاجز ہوں بہت چھوٹا ہوں میں بہت کمزور ہوں نالائق ہوں جاہل ہوں۔ تواضع دل کی کیفیت کا نام ہے ہمارے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی جو کہ ہمارے شیخ حدیث ہیں وہ وعظ فرمارہے تھے دوران وعظ حضرت مولانا قاسم نانوتوی کی بات ذکر فرمائی جو کہ دارالعلوم دیوبند کے بانی ہیں اور ہمارے اکابر اساتذہ کے بھی استاد ہیں، بخاری شریف کے آخری پانچ پاروں کے محشی ہیں۔ حضرت کے استاد مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری یہ حاشیہ لکھ رہے تھے آخری پانچ پاروں کا حاشیہ مولانا نانوتوی نے لکھا ہے جس کا فیض بہت عام ہے تو حضرت نانوتوی یوں فرماتے تھے کہ ''میں اپنے میں اور اس دیوار میں کوئی فرق نہیں سمجھتا'' کسی نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے جو کہ سب کے شیخ اور امام وقت تھے کہا کہ حضرت آپ مولانا محمد قاسم صاحب سے فرمائیں کہ اپنے آپ کو اتنا نہ مٹائیں فیض کیسے ہوگا اس سے شان چھپ جائے گی، آپ انہیں کچھ نصیحت فرمادیں، حضرت شیخ کامل تھے فرمایا کہ آپ تو یوں کہہ رہے ہیں کہ میں انہیں کچھ کہوں اگر مجھے مولانا قاسم ملیں گے تو میں ان سے کہوں گا کہ اپنے آپ کو اور مٹایئے یہ وہاں کی نصیحت تھی۔



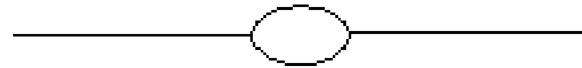
تصنع اور تواضع

ہمارے حضرت مدنی نے ایک مثال دی اس تصنع کی جو آج کل ہمارے اندر چل رہا ہے عام طور پر اپنے نام کے ساتھ احقر، حقیر، فقیر لکھتے رہتے ہیں اس زمانے میں خاکسار بھی لکھا کرتے تھے خاکسار کے معنی مٹی جیسا کہ ہیں حضرت مدنی نے فرمایا کہ جب کوئی خاکسار لکھ رہا ہوتا ہے تو اس وقت اگر کوئی دوسرا کہہ دے کہ واقعی تم مٹی جیسے ہو تو وہ لڑ پڑے گا پتہ چلا کہ یہ صرف زبان سے کہہ رہا ہے اس کے دل میں کچھ بھی نہیں ہے یہ تصنع کیے ہوئے ہے اور یہ صرف ایک خول ہے تواضع کا۔ ہمارے حضرت تھانوی کا ارشاد ہے کہ بعض دفعہ آدمی تواضع کرتا ہے اور صورت عاجزی ہی کی ہوتی ہے لیکن اس کے دل میں تکبر ہوتا ہے تو وہ تکبر بصورت تواضع ہوتا ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی بصیرت اور ان کا طریقہ اصلاح

ایک عالم حضرت تھانوی کے ہاں تھانہ بھون میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا کہ تمہارے اندر تکبر ہے اس کا علاج ہونا چاہیے انہوں نے کہا حضرت میرے اندر تکبر نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ کچھ دن یہاں میرے پاس رہو پھر بات کریں گے کئی ماہ وہ انتظار ہی میں رہے ماشاء اللہ وہ بھی خوب طالب تھے، طالب کی عجیب شان ہوتی ہے صحیح طالب اپنی عمر گزار دیتا ہے طلب کے اندر۔

مولانا مفتی محمد حسن صاحب بانی جامعہ اشرفیہ لاہور کی یاد آئی مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں مدرس تھے حضرت کی خدمت میں آئے تو حضرت نے فرمایا کہ میں تمہیں بیعت کروں گا مگر کچھ شرطیں ہیں ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ آپ نے کسی حنفی سے حدیث نہیں پڑھی کسی حنفی سے حدیث پڑھ کر آؤ تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ ٹھیک ہے جیسے آپ فرمائیں گے میں کروں گا، چنانچہ دیوبند گئے حضرت علامہ انور شاہ صاحب سے دوبارہ دورۂ حدیث پڑھا حضرت تھانوی کی یہ شرط پوری ہوگئی ایک شرط یہ لگائی کہ بیعت ہونے سے پہلے میرے مجاز حکیم محمد مصطفیٰ صاحب کے ساتھ خط و کتابت کرو جب پندرہ خط ہو جائیں تو وہ مجھے دکھاؤ پھر میں فیصلہ کروں گا کہ بیعت کروں یا نہ کروں تو یہ طلب کی بات ہے انہوں نے یہ شرط پوری کی نہ معلوم کتنے دنوں میں پندرہ



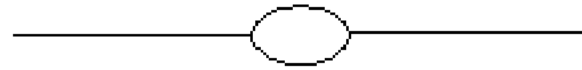
خط پورے ہوئے ہوں گے۔

تو کئی ماہ کے بعد ان عالم صاحب نے آ کر اقرار کیا کہ واقعی میرے اندر تکبر ہے، حضرت نے فرمایا کہ اتنے دن لگا دیئے اتنے دنوں میں تو تمہارا علاج بھی ہو جاتا پہلے ہی مان لیتے۔ علاج تجویز فرمایا کہ اچھا خانقاہ کے دروازہ کے سامنے سڑک ہے اس پر جھاڑو دیا کرو چونکہ شیخ نے فرمایا تھا اس لیے ماننا تو پڑا مگر ابتدائی متعلم تھے اس لیے حیلہ کرنے لگے کہ رات کے وقت جھاڑو دینا شروع کیا تا کہ کوئی دیکھے نہیں آہستہ آہستہ سب کے سامنے دینے لگے دس دن کے بعد حضرت نے بلوایا فرمایا کہ مولوی صاحب کیا کر رہے ہو، عرض کیا آپ نے سڑک پر جھاڑو دینے کے لیے فرمایا تھا۔ فرمایا کہ اب جھاڑو دینا چھوڑ دو اور نمازیوں کو وضو کیلئے لوٹا پانی کا بھر کر دیا کرو، اب وہ صاحب پہلے تو جھاڑو دینے پر آمادہ نہ ہوتے تھے حیلہ بہانہ کر کے پوشیدہ طور پر جھاڑو دینا شروع کیا تھا کہتے ہیں میں دونوں کام کیا کروں گا آپ مجھے منع نہ کریں، جھاڑو بھی دیا کروں گا اور لوٹے بھی بھر دیا کروں گا۔ اب یہاں پر بہت باریک بات تھی جس کو حکمت ایمانی کا امام ہی سمجھ سکتا تھا جو حضرت تھانوی کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا۔ فرمایا کہ نہیں چھوڑ دو، کیوں؟ وجہ یہ ہے کہ پہلے یہ علاج تھا اب تمہیں عادت پڑ گئی اور تم اس کو فخر سمجھتے ہو اور یہ تکبر ہے پہلے یہ تواضع تھی مگر اب یہ تکبر ہے، عرض کیا کہ ٹھیک ہے۔

اب یہ ایسی باریک بات ہے کہ ہمارا اس طرف ذہن نہیں جا سکتا، ہمارا طریقہ تو پہلے بھی سطحی اور عامیانہ ہے، تو میں عرض کر رہا تھا کہ بعض دفعہ تواضع میں بھی تکبر پوشیدہ ہوتا ہے جس کو ماہر طبیب ہی سمجھتا ہے، حضرت تھانوی کی ایک مثال دی ہے ورنہ ہمارے سب اکابر مصلحین کا یہی طریقہ تھا۔ من تواضع للّٰہ فرمایا کہ تواضع اللہ کیلئے ہو، تواضع تفاعل کا باب ہے تفاعل میں تقابل ہوتا ہے تو یہاں تقابل اور کشاکشی نفس سے ہو رہی ہے آج کل صرف خول ہی خول ہے اور جتنا ہے اس پر بھی اللہ کا شکر ہے نام تو ہے اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کرے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی برکات و محبت

بزرگوں کی برکات آپ دیکھ رہے ہیں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی یہ سب

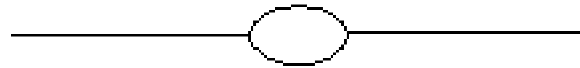


برکتیں ہیں ان کی اولاد ماشاءاللہ خلف صالح ہے اللہ تعالیٰ ان محنتوں کو قبول فرمائے اور جو مزید ضرورت ہے اس کی بھی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے، یہ مدرسہ ہمارا اپنا ہے اور ہر جگہ جو بھی دین کا کام کر رہا ہے وہ ہمارا اپنا ہے طریقہ کار میں اختلاف ہوسکتا ہے مگر مقصد سب کا واحد ہے اس لیے دوستانہ، عزیزانہ جو کچھ کہہ سکتا ہوں کہہ دیتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ کم سے کم یہ حضرات میرے کہنے سے ناراض نہیں ہوتے، ایک عریضہ میں نے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب جو کہ میرے مرشد تھے کو لکھا تو حضرت نے جواب میں لکھا کہ ''میں تمہارے سے ایسی بات کر لیتا ہوں کہ مجھے یہ ڈر نہیں ہوتا کہ تم ناخوش ہوگے'' یہ بڑی خصوصیت کی بات ہے کہ حضرت کو اتنا محبت کا تعلق تھا اور اس کی وجہ حضرت والد صاحب کا حضرت تھانوی کے ساتھ تعلق اور ان دونوں بزرگوں کا وہاں فتاویٰ کے کام میں شرکت کرنا ہے۔

فتاویٰ امداد الاحکام

میں کہا کرتا ہوں کہ حضرت تھانوی خانقاہ تھانہ بھون میں سپریم کورٹ کے جج اعلیٰ تھے اور مولانا ظفر احمد صاحب اور میرے والد مولانا عبدالکریم صاحب معاون جج تھے اور مفتی شفیع صاحب کو بھی معاونت کیلئے دیوبند سے بلایا جاتا تھا، حضرت تھانوی کی نگرانی میں یہ کام ہوتا تھا امداد الفتاویٰ چھ جلدوں میں خالصۃً حضرت ہی کے فتاویٰ ہیں اور تقریباً ۴ جلدیں امداد الاحکام کی بن جائیں گی ۲ جلدیں چھپ چکی ہیں اور ۲ جلدیں اور تیار ہو رہی ہیں یہ مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا عبدالکریم صاحب کے لکھے ہوئے فتاویٰ ہیں لیکن حضرت کے ایماء سے، اشارہ اور مشورہ سے لکھے ہوئے ہیں تو حقیقت میں یہ امداد الاحکام حضرت تھانوی کے امداد الفتاویٰ کا تتمہ ہے اللہ کرے یہ بھی منظر عام پر آ جائے تا کہ اس کا افادہ کامل ہو جائے یہ بھی ان حضرات کی توجہات ہیں کہ حضرت تھانوی کی ایسی یادگاریں اب تک رکھی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔



فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

علم کی برکات سے محرومی کا ایک سبب

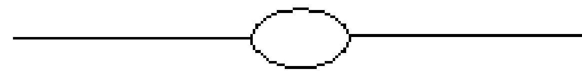
تمام اساتذہ کرام اور عزیز طلباء کی خدمت میں بڑی دل سوزی اور خیر خواہی سے گزارش ہے کہ انتقامی کاروائیاں اور آپس کے جھگڑے اور احتجاجی مطالبات قواعد شرعیہ اور دینی مدارس کے آئین اور روح کے خلاف ہونے کے ساتھ علم کی برکات سے محرومی کا بہت بڑا سبب ہے، اساتذہ کرام کے لیے طلباء کرام کے ذہن میں یہ مضمون بٹھانا اور دل نشین کرانا میرے نزدیک بہت ہی اہم ہے، واجرکم علی اللّٰہ تعالیٰ۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ ایسے عالم کو سند حدیث سے محروم کر دیا کرتے تھے جس نے کسی دینی مدرسہ میں احتجاجی مطالبہ میں شرکت کی ہو اور حضرت کو اس کا علم ہو جاتا۔

جس مدرسہ میں بھی ''تعلیم و تعلم'' کا وظیفہ ذمہ ہو اپنے اسی وظیفہ اور عمل میں اشتغال کو اپنے فرائض منصبی میں سمجھنا چاہئے، دینی مدارس کا ماحول پر امن اور یکسوئی کا رہنا چاہئے مستقمانہ جنگ وجدال میں تبدیلی سے اپنے کارہائے منصبی ''تعلیم و تعلم'' میں سخت حرج واقع ہوتا ہے جس کا مشاہدہ جگہ جگہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے۔ مکرر عرض ہے کہ احقر کی اس گزارش کو حرز جاں بنالیا جائے اور اس پر پوری طرح عمل کیا جائے۔

قواعد مدرسہ کے مطابق اگر کسی کا اخراج عمل میں آئے تو اس کو انتقامی کی بجائے انتظامی کاروائی اور مدرسہ کے ماحول کو پر امن رکھنے کی کوشش سمجھنا چاہیے۔

اگر اپنی غلطی کا احساس اور ندامت کا یقین دلا دیا جائے اور آئندہ کیلئے اطمینان دلا دیا جائے کہ قواعد پر عمل کیا جائے گا اور بدامنی سے کلی طور پر اجتناب کیا جائے گا تو دوبارہ داخلہ میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہونا چاہیے۔



ادارہ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے جید علماء کرام و اکابر کے نمائندہ اجلاس

منعقدہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۱۵ اپریل ۲۰۱۰ء بروز جمعرات بمقام جامعہ اشرفیہ لاہور

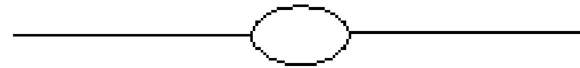
کی

منظور کردہ قراردادیں

(۱) یہ اجتماع موجودہ ملکی اور علاقائی سنگین صورت حال کو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نفاذ اسلام سے مسلسل روگردانی اور ایک اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے تقاضوں کو نظر انداز کرنے کا منطقی نتیجہ قرار دیتا ہے اور دوٹوک رائے کا اظہار کرتا ہے کہ قومی خودمختاری کے تحفظ اور نفاذ اسلام کے بغیر ملک وقوم کو موجودہ دلدل سے نکالنا ممکن نہیں ہے ۔اس لیے یہ ضروری ہے کہ دستور پاکستان کی اسلامی دفعات اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق نفاذ اسلام کی طرف عملی پیش رفت کا اہتمام کیا جائے۔

(۲) یہ اجتماع قومی خودمختاری اور ملکی سالمیت کو درپیش مبینہ خطرات وخدشات کے حوالہ سے شدید تشویش واضطراب کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ عوامی جذبات اور قومی مفادات کی پاس داری کرتے ہوئے اپنی داخلی اور خارجی پالیسیوں پر فوری نظر ثانی کرے اور پارلیمنٹ کی متفقہ قرارداد اور پارلیمانی کمیٹی کی سفارشات پر عمل درآمد کر کے قومی پالیسیوں کا قبلہ درست کرنے کو یقینی بنائے۔

(۳) یہ اجتماع امریکہ میں پاکستانی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے ساتھ ناروا سلوک اور سفاکانہ وغیر منصفانہ رویے کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور دیگر سینکڑوں گم شدہ یا امریکہ کے حوالے کیے جانے والے مظلوم پاکستانیوں کی بازیابی اور رہائی کے لیے اپنی دستوری اور قومی ذمہ داریوں کو پورا کرے۔



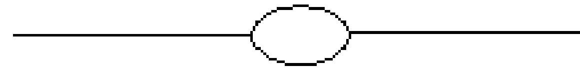
(۴) یہ اجتماع سوئزرلینڈ میں مساجد کے میناروں پر پابندی ،بعض یورپی ممالک میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکوں کی مسلسل اشاعت ،فرانس میں حجاب شرعی کے خلاف مہم اوراس قسم کے دیگر معاملات کواسلام کے خلاف مغربی ثقافت کے علمبرداروں کے معاندانہ رویے کا آئینہ دار سمجھتا ہےاوردنیا بھر کی مسلم حکومتوں اوراسلامی سربراہ کانفرنس کی تنظیم (او،آئی ،سی) سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات واحکام کے خلاف مغربی ثقافتی یلغار کے سدباب کے لیے مشترکہ پالیسی وضع کریں۔

(۵) یہ اجتماع دینی مدارس کے خلاف مختلف ایجنسیوں اورحکومتی اداروں کی روزافزوں اورمسلسل کاروائیوں پرشدیداحتجاج کرتا ہےاورآپریشن سے متاثرہ علاقوں میں سینکڑوں مساجد ومدارس کے انہدام کوشرمناک قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دینی مدارس پر چھاپے اوران کے اساتذہ وطلبہ کے خلاف کاروائیوں کا سلسلہ فوری بندکر کے منہدم شدہ اورمتاثرہ مساجد،مدارس کی فوری بحالی کااہتمام کیاجائے اوربند مدارس کوکھول کران میں طلبہ کی رہائش وتعلیم کانظام بحال کیاجائے۔

(۶) یہ اجتماع ملک میں روزافزوں مہنگائی اورلوڈشیڈنگ کے عذاب کوغریب عوام سے زندگی چھین لینے کے مترادف تصورکرتا ہے اوریہ سمجھتا ہے کہ سرمایہ دارانہ جاگیردارانہ نظام کے تسلسل اورغلط حکومتی پالیسوں کے باعث اس عذاب میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے اورعام شہریوں پر زندگی کادائرہ تنگ ہوتا جارہا ہے۔

یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عوام کومہنگائی اورلوڈشیڈنگ کے اس عذاب سے نجات دلانے کے لیے اپنی پالیسیوں پرنظر ثانی کے ساتھ ساتھ ہنگامی بنیادوں پراقدامات کابھی اہتمام کرے۔

(۷) یہ اجتماع ملک میں مغرب کی بے حیاء ثقافت کے فروغ کے لیےاین جی اوزاور میڈیا کی آزادانہ روش ،حکومتی اداروں کی طرف سے اس کی حوصلہ افزائی اورقومی وسائل کے بے دریغ استعمال کوافسوس ناک قراردیتا ہے اوراسے پاکستان کے اسلامی تشخص اورقرآن



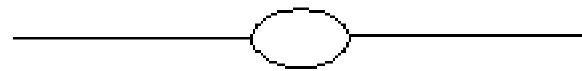
وسنت کی تعلیمات اورعوام کے دینی رجحانات کے منافی سمجھتا ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس پالیسی پرنظر ثانی کی جائے اوروطن عزیز کی اسلامی ثقافت کے تحفظ کا اہتمام کیا جائے۔

(۸) یہ اجتماع بارہ ربیع الاول کے روز فیصل آباد، ڈیرہ اسماعیل خان، کراچی اور بعض دیگرشہروں میں رونماہونے والے افسوس ناک واقعات کوملک میں فرقہ وارانہ کشمکش کوفروغ دینے کی سازش کا حصہ قرار دیتا ہے اوران سانحات میں متاثرہ افراداورخاندانوں کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایسے واقعات کی مکمل عدالتی تحقیقات کرا کے مجرموں اوران کے پشت پناہوں کوقرارواقعی سزادی جائے۔

(۹) یہ اجتماع ملک کے تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں اور کارکنوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ موجودہ سنگین قومی صورت حال میں جبکہ قومی خودمختاری، ملکی سالمیت اور پاکستان کے اسلامی تشخص کوداؤپرلگادیا گیا ہے اورفرقہ وارانہ کشیدگی کی فضاء پیدا کر کے استعماری قوتیں اپنے مذموم مقاصد کوآگے بڑھانے کا ایجنڈا رکھتی ہیں.....قومی وحدت اورہم آہنگی وقت کا اہم ترین تقاضہ ہے۔اس لیے کسی بھی سطح پرایسی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے جوفرقہ وارانہ کشمکش کا باعث بن سکتی ہوں بلکہ قومی ہم آہنگی کوبڑھانے کے لیے اقدامات کیے جائیں تاکہ قوم متحد ہوکرموجودہ بحران کا مقابلہ کرسکے۔

(۱۰) یہ اجتماع پارلیمنٹ میں دستوری ترامیم کے حالیہ بل میں اسلامی دفعات کے تحفظ کی جدوجہد کرنے والے علماء کرام اور دیگرارکان پارلیمنٹ کواس کامیاب جدوجہد پرمبارک باد پیش کرتا ہے اوردستورکی اسلامی دفعات کے تحفظ پراطمینان کا اظہار کرتے ہوئے پارلیمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان اسلامی دفعات پرمؤثرعمل درآمد کے لیے بھی اقدامات کیے جائیں۔

(۱۱) یہ اجتماع ملک بھر کے علماء کرام اوردینی جماعتوں وکارکنوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ قومی وحدت کے تقاضوں کوسامنے رکھتے ہوئے باہمی اختلافات کے عمومی اظہار سے حتی الوسع گریز کریں اورمشترکہ قومی ودینی مقاصد کے لیے باہمی تعاون واشتراک کی فضا کوفروغ دیں۔ نیز یہ اجتماع قوم کے تمام طبقات اورحلقوں سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ قومی وحدت کے بھرپور



مظاہرہ کے ساتھ بیرونی مداخلت کا راستہ روکنے کا اہتمام کریں۔

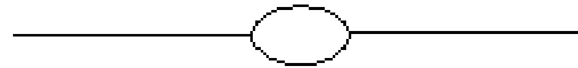
(۱۲) یہ اجتماع ملک بھر کے علماء کرام کے اس نمائندہ اجتماع کے تسلسل کو قائم رکھنے وقتاً فوقتاً اس قسم کے مشترکہ اجتماعات کے انعقاد کا اعلان کرتا ہے۔

(۱۳) یہ اجتماع میڈیا سے اسلامی شعائر اور دینی حلقوں کے خلاف کردار کشی کے مسلسل پروپیگنڈے پر شدید احتجاج کرتا ہے اور خاص طور پر میڈیا چینلز پر ایک لڑکی کو کوڑے مارے جانے کی ویڈیو کے بارے میں اس انکشاف کی بنیاد پر کہ یہ فلم جعلی طور پر بنائی گئی تھی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس کی انکوائری کرا کے اسلامی احکام کو تمسخر کا نشانہ بنانے والوں کے خلاف کاروائی عمل میں لائی جائے۔

(۱۴) ایبٹ آباد میں جلسے اور جلوس پر بے تحاشہ فائرنگ اور اس کے نتیجے میں متعدد افراد کے قتل کے واقعہ کی شدید مذمت کرتا ہے، اور ہزارہ کے مظلوم عوام سے مکمل ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

(۱۵) یہ اجتماع کراچی میں مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا عبدالغفور ندیم، قاری عبدالحفیظ اوران کے رفقاء، جامعہ صدیقیہ کراچی کے طالب علم محمد سفیر، ڈیرہ اسماعیل خان میں خواجہ محمد زاہد، شیخ ایاز، کوئٹہ بلوچستان میں میر مٹھا خان خٹک اوران کے رفقاء اور دیگر مختلف سانحات میں جام شہادت نوش کرنے والے تمام علماء کرام کے وحشیانہ قتلِ عام کی شدید مذمت کرتا ہے، اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ علماء کرام اور دیگر شہداء کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ یہ اجتماع تمام شہداء کے لیے دعائے مغفرت کے ساتھ ان کے جملہ پسماندگان اور عقیدت مندوں کے ساتھ تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

(۱۶) یہ اجتماع مختلف ایجنسیوں کی طرف سے دینی مدارس کے بے گناہ اساتذہ، طلباء اور کارکنوں کو ہراساں کرنے، اغواء کرنے اور بلاوجہ مقدمات قائم کرنے کی شدید مذمت کرتا ہے اور مقدمات ختم کرنے اور ان کی رہائی کا مطالبہ کرتا ہے۔



مفتی محمد عبداللہ چنیوٹی

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا منہج

تحقیقی جائزہ (قسط۲۳)

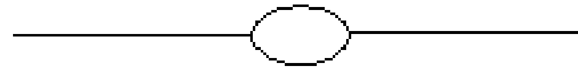
سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۰۹ **ولاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم** کے تحت اہم اصولی مسئلہ ذکر فرمایا: اس آیت سے سدذرائع کے حکم کے وجوب پر دلیل ہے۔ تفسیر خازن کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ: حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جب آیت مبارکہ **انکم وماتعبدون من دون اللہ حصب جہنم** ۔تم اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔مشرکین نے کہا اے محمد! تم ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے سے باز آ جاؤ یا ہم آپ کے رب کی ہجو کریں گے ۔تو اللہ تعالی نے انھیں بتوں کو گالیاں نکالنے سے منع فرما دیا کہ کہیں یہ مشرک لوگ بے علمی، جہالت اور دشمنی کی وجہ سے اللہ تعالی کو سب وشتم نہ کریں۔

بعض حضرات نے یہ کہا کہ: بتوں کو سب وشتم سے منع کیا گیا اگر چہ ان کو برا کہنا طاعۃ ہے جو کہ مباح ہے لیکن جب اس مباح عمل پر اس سے بڑے مفاسد مرتب ہوں جیسا کہ اللہ تعالی اوراس کے رسول کو سب وشتم کرنا لازم آئے تو اس وجہ سے اس مباح کام سے منع کر دیا جاتا ہے۔

ایک مسئلہ یہ بھی ذکر فرمایا کہ: مفاسد کی وجہ سے ترک مصلحت کا راجح ہونا ۔علامہ ابن کثیر کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ: جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے اپنے والدین کو سب وشتم کیا وہ ملعون ہے،تو صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کوئی شخص کیسے اپنے والدین کو گالی گلوچ کر سکتا ہے۔ارشاد فرمایا کہ: وہ کسی شخص کے والد کو گالی دے گا تو وہ دوسرا شخص اس کے والد کو بھی گالی دے گا یا اس کی ماں کو گالی دے تو یہ شخص بھی اس کی ماں کو گالی دے گا۔معلوم ہوا کہ کسی مباح کام کی مصلحت کو مفاسد کی وجہ سے ترک کر دینا چاہئے۔

1۔جب امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے کسی فساد کا خوف ہو تو اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

2۔ایک مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی طاعت معصیت کی طرف لے جائے تو اس کا چھوڑ



دینا واجب ہے۔

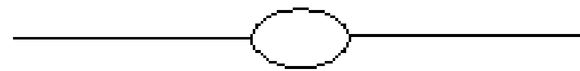
ابن شہاب مقدسی سے منقول ہے کہ دین میں جس چیز کا مطالبہ ہے اس کو بدعت کی مقارنت کی وجہ سے ترک نہیں کیا جائے گا جیسا کہ ایسی دعوت قبول کرنا جس میں لہو ولعب ہو اور ایسے نماز جنازہ میں شرکت کرنا جس میں نوحہ کرنے والی عورتیں ہوں، پس اگر وہ روکنے پر قادر ہے تو روک دے وگرنہ صبر کرے، یہ حکم اس شخص کیلئے ہے جو مقتداء نہیں ہے لیکن جو مقتدا ہے وہ اس جگہ نہ بیٹھے، نہ شامل ہو کیونکہ اس میں دین کی ہتک ہے۔

ایک اہم اصول

سنت کو بدعت کے اقتران کی وجہ سے ترک نہیں کیا جائے گا لہٰذا اتباع جنازہ نوحہ کرنے والیوں کی وجہ سے ترک نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس میں انتظام میں خلل آئے گا البتہ نوحہ کرنے والیوں کو زجر کیا جائے گا۔لیکن ولیمہ میں لہو ولعب کی وجہ سے حاضر نہ ہونا جائز ہے ایسے ہی قبرستان میں حاضری اس وجہ سے ترک نہیں کی جائے گی کہ وہاں مرد وعورت مخلوط ہوتے ہیں بلکہ ان بدعات کا ازالہ وغیرہ کی حتی الوسع کوشش کی جائے گی۔

مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب کی تحقیق

حضرت مفتی صاحب قبرستان میں مردوں اور عورتوں کے اختلاط کی وجہ سے زیارت قبور کیلئے حاضر ہونے اور نوحہ کرنے والیوں کی وجہ سے اتباع جنازہ کے مسئلہ میں فرق بیان فرماتے ہیں کہ: اس حال میں اتباع جنازہ جبکہ نوحہ کرنے والیاں ہمراہ ہوں اس میں اتباع چھوڑ دینے سے عدم انتظام لازم آئے گا جبکہ زیارت قبور میں مرد وعورت کے اختلاط کی وجہ سے ترک زیارت قبور سے کوئی ایسا خلل یا فساد واقع نہ ہوگا اور کسی محظور کا ارتکاب بھی لازم نہیں آئے گا معلوم ہوا کہ اتباع جنازہ کے مذکورہ مسئلہ کو زیارت قبور کے مسئلہ پر قیاس نہیں کر سکتے۔اس طرح مفتی صاحب نے مختلف آیات سے بعض قواعد فقہیہ کا بھی استنباط فرمایا جیسا کہ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۵۵ کے تحت نماز میں عمل قلیل کی اباحت کا اصولی مسئلہ ذکر فرمایا، اسی سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۷۸ کے تحت یہ اصولی مسئلہ ذکر فرمایا کہ نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والے کیلئے معصیت سے مبرا ہونا شرط نہیں ہے۔



فصل دوم

مسائل کلامیہ

حضرت مفتی صاحب نے قرآن مجید کی کسی آیت سے کسی فرقہ کی تردید ہورہی ہوتو اس کی بھی مدلل طریقہ سے وضاحت فرمائی ہے،اب چند فرقوں کی مثالیں ذکر کی جاتی ہیں:

معتزلہ اور قدریہ کی تردید

قوله تعالى : كذلك زينا لكل امة عملهم في هذه الاية دليل على تكذيب القدرية والمعتزلة حيث قالوا لايحسن من الله خلق الكفر وتزيينه قال الخازن: كذلك زينالكل امة عملهم من الخير والشر والطاعة والمعصية۔ وفي هذه الاية دليل على تكذيب القدرية والمعتزلة حيث قالوا لايحسن من الله خلق الكفر وتزيينه۔ واحتج اصحابنا بهذاعلى انه تعالى هو الذى زين للكافرين الكفر وللمؤمن الايمان وللعاصى المعصية وللمطيع الطاعة۔

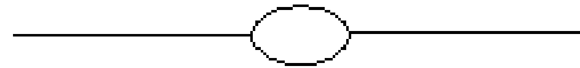
سورۂ انعام کی آیت نمبر۱۰۸ **كذلك زينا لكل امة عملهم** کے تحت معتزلہ اورقدریہ کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کفر کی تخلیق اورتزیین منسوب کرنا مستحسن نہیں۔

حضرت مفتی صاحب تفسیر خازن کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ:ہرامت کے اعمال خیر وشر، طاعت ومعصیت ان کیلئے مزین کردیے گئے اس میں معتزلہ وقدریہ کے اس قول کی تردید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کفر کی تخلیق وتزیین منسوب کرنا ٹھیک نہیں۔حضرات حنفیہ نے اسی آیت سے یہ بھی استدلال کیاہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کیلئے کفر اور مومنین کیلئے ایمان اور عاصی کیلئے معصیت اور مطیع کیلئے اطاعت کومزین کردیاہے۔

جبریہ اور قدریہ کی تردید

قوله تعالى: ولكل درجت مماعملوا

هذه الآية تدل على صحة قولنا في المسئلة الجبر والقدر قال في الكبير: ان هذه الآية تدل ايضا على صحة قولنا في مسئلة الجبر والقدر وذلك لانه تعالى



حکم ۔لکل واحد فی وقت معین بحسب فعل معین بدرجة معینة وعلم تلک الدرجة بعینها واثبت تلک الدرجة المعینة فی اللوح المحفوظ واشهد علیه زمر الملائکة المقربین فلو لم تحصل تلک الدرجة لذلک الانسان الانسان لبطل ذلک الحکم ولصار ذلک العلم جهلا ولصار ذلک الاشهاد کذبا وکل ذلک محال فثبت ان "لکل درجت مماعملوا وماربک بغافل عما یعملون "واذا کان الامر کذلک فقد جف القلم بما هو کائن الی یوم القیامة والسعید من سعد فی بطن امه والشقی من شقی فی بطن امه۔

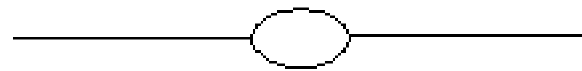
وفیه ان المطیع من الجن فی الجنة والعاصی منهم فی النار ۔

قال القرطبی: وفی هذا مایدل علی ان المطیع من الجن فی الجنة والعاصی منهم فی النار کالانس سواء وهو اصح ماقیل فی ذلک فاعلمه۔
استدل به من قال: ان الجن یدخلون الجنة ویثابون۔

سورہ انعام کی آیت نمبر ۱۳۳ ولکل درجات مماعلموا کے تحت جبریہ وقدریہ کی تردید فرمائی کہ:

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کیلئے وقت معین میں ،اس کے فعل معین کے اعتبار سے درجہ معینہ طے فرمایا ہے،اس معینہ درجہ کولوح محفوظ میں ثابت فرمایا،اس پر مقرب فرشتوں کی ایک جماعت گواہ ہے،اگر انسان کیلئے یہ درجہ حاصل نہ ہوتو یہ حکم باطل ہوجائے ، یہ علم جہل ہوجائے اور یہ گواہ جھوٹے ہوجائیں،حالانکہ یہ سب باتیں محال ہیں،لہذا ہر ایک کیلئے اس کے اعمال کے بقدر درجات ثابت ہیں اوراللہ تعالیٰ لوگوں کے اعمال سے غافل نہیں ہے،نیز اس میں یہ مسئلہ بھی ثابت فرمایا کہ فرمانبردار جنت میں اورگنا ہگار جہنم میں جائیں گے۔

(جاری ہے)



فقیہ العصر حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

کلموں کی شرعی حیثیت

الجواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا پرچہ سوال اس وقت ملا نہیں مگر مختصر جواب لکھتا ہوں کلموں کے بارے میں آپ کا سوال ہے، یہ سب کلمے حدیثوں میں آئے ہیں۔

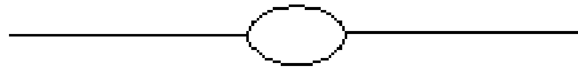
(۱) پہلے کلمہ کو تو آپ تسلیم کرتے ہیں مگر یہ کلمہ بھی ہر جگہ پر اسی ترتیب سے نہیں آیا بلکہ حدیثوں اور قرآن کی آیات میں متفرق جگہ سے حاصل کیا گیا ہے۔ اور حدیث میں ان تشھد ان لاالہ الا اللّٰہ وان محمدا رسول اللّٰہ کے لفظوں سے آیا ہے دیکھو مشکوٰۃ شریف (ص ۱۱) اسی طرح دوسرے کلمے بھی حدیثوں میں آئے ہیں۔

(۲) دوسرا کلمہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۴ پر اور تیسرا کلمہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۷ پر اور چوتھا کلمہ ص ۲۱۴ پر اور پانچواں کلمہ ص ۲۰۴ پر موجود ہے اور اسی طرح دوسرے کلمے بھی حدیثوں میں آئے ہیں، زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو حدیث کی کتاب الترغیب والترہیب دیکھ لی جائے، اتنی تفصیل ایک فتویٰ میں نہیں آسکتی۔ کلمہ طیبہ لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر ایمان لانا اور زبان سے اقرار کرنا لازم ہے اسی طرح دوسرے کلمات میں بھی اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کا بیان کیا گیا ہے اس پر بھی ایمان واقرار ضروری ہے ایمان مفصل کا خلاصہ مشکوٰۃ شریف کے شروع میں الفاظ ذیل کے ساتھ موجود ہے:

قال ان تؤمن باللّٰہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۱) کیا ان سب پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے؟ ان تمام کلمات میں افضل کلمہ لاالہ الا اللّٰہ کو حدیث میں فرمایا ہے ایمان لانا سب پر ضروری ہے مگر یاد کرنا سب کا ضروری نہیں ہے اگر یاد ہو جائے تو بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ ۷؍ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

ایمان میں ترقی کا ذریعہ

الاستفتاء: ایک عالم دین پرسوں (۳؍مئی ۸۶ء بعد نماز عشاء) فرما رہے تھے کہ عمل



بقدر علم نہیں بلکہ عمل بقدر ایمان ہوتا ہے تو حضرت فرمائیں کن اعمال کے اختیار کرنے سے ایمان ترقی کرتا ہے؟۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: تمام اعمال صالحہ کے کرنے سے ایمان میں ترقی اور روشنی حاصل ہوتی ہے ایمان کی ترقی کا ذریعہ علم بھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے انا اعلمکم باللّٰہ واخشاکم بہ میں تم سب سے زیادہ علم باللہ رکھتا ہوں اور سب سے زیادہ اللہ کی خشیت بھی۔

معلوم ہوا کہ علم سے خشیت حاصل ہوتی ہے اور خشیت سے عمل ہوتا ہے تو علم سے عمل ہوگا، اور ایمان میں بھی علم کے بغیر ترقی نہیں ہوتی۔ بخاری شریف باب العلم قبل القول والعمل میں آیت فاعلم انہ لاالہ الااللّٰہ واستغفر لذنبك الایۃ کا ذکر فرما کر یہ ثابت فرمایا ہے کہ علم کا درجہ قول وعمل سے بھی پہلے ہے اور قول میں لاالہ الا اللّٰہ یعنی ایمان کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ واللہ اعلم ۲۰ر رجب المرجب ۱۴۰۷ھ

ایمان کو قوی کرنے کا مفید ترین عمل

الاستفتاء: بعض حضرات سے سنا ہے کہ اصل چیز ایمان ہے جس قدر ایمان قوی ہوگا اسی قدر اعمال صالحہ پر چلنا سہل اور آسان ہوگا تو ایمان کو قوی تر بنانے کے لیے کون سے اعمال مفید تر ہیں۔

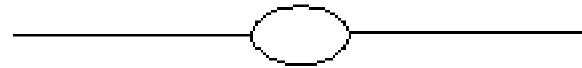
باسمہ سبحانہ تعالی

الجواب: ہمت کر کے اعمال صالحہ پر مداومت اور گناہوں سے پرہیز کرنے سے ایمان میں قوت ہوتی ہے ایمان کو قوی کرنے کا بھی عمل مفید ترین ہے۔ ۱۷ر ربیع الاول ۱۴۰۶ھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان لانے یا نہ لانے کی تحقیق

الاستفتاء: بندہ اس مسئلہ کی وضاحت شریعت کی رو سے چاہتا ہے کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین کی قبر پر گئے اور ان کو زندہ کیا اور پھر کلمہ پڑھایا؟

الجواب: اس حدیث کے بارے میں علامہ شامی نے باب نکاح الکافر ص ۵۳۰ ج ۲ پر کہا ہے کہ ضعیف ہے، فرماتے ہیں: مع ان اللّٰہ تعالیٰ احیا ھما لہ وامنا بہ کماورد



فی حدیث ضعیف الخ اور باب المرتد ص ۴۰۰ج ۳ پر لکھا ہے کہ: ان نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد اکرمہ اللّٰہ تعالیٰ لحیاۃ ابویہ لہ حتیٰ امنا بہ کما فی حدیث صححہ القرطبی وا بن ناصر الدین حافظ الشام وغیرھما الخ ۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کو قرطبی وغیرہ نے صحیح کہا ہے۔بہر حال مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے آپ کے والدین کو زندہ کر دیا اور ان دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان قبول کر لیا۔مگر حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے ان کو زندہ کیا۔بہر حال علامہ شامیؒ نے آخر میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں بحث ادب کے خلاف ہو سکتی ہے اس لئے خاموشی اولیٰ ہے (شامی ص ۳۵۱ ج ۲) فقط واللہ اعلم ۱۶؍رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

مرزائیت سے توبہ

اقرار نامہ: میں مرزائی مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا ہوں اور آئندہ کے لئے کسی مرزائی قادیانی سے تعلق نہیں رکھوں گا اور میں تمام مرزائی کو مرتد اور کافر سمجھتا ہوں اور سب سے بڑا مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر اور دجال کہتا ہوں اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی کہتا ہوں۔

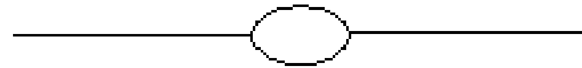
غلام رسول ولد خان محمد سکنہ ڈھول بالا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب: آج بعد نماز عصر میرے اور کئی دوسرے حضرات کے سامنے جن میں جناب حافظ اللہ بخش صاحب امام مسجد ٹھٹھہ حکیماں اور جناب میاں صالح محمد صاحب امام مسجد ڈھول بالا بھی موجود تھے، مسمی غلام رسول ولد خان محمد سکنہ ڈھول بالا نے مذکورہ تحریر پڑھ کر سنائی اس لیے اب اس کے مرزائی ہونے کا شبہ نہیں رہا یہ مسلمان ہے اس کے ساتھ مسلمانوں کو تعلقات نکاح وغیرہ کے کرنے بالکل جائز ہیں کسی مسلمان کو بغیر کسی شرعی وجہ سے اس پر مرزائی ہونے کی تہمت لگانا جائز نہیں، بلکہ سخت گناہ ہے۔ فقط واللہ اعلم ۲۲؍رجب ۱۴۰۶ھ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں محققین کا مسلک

ایک مولوی صاحب پنڈ نیکی میں رہتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ



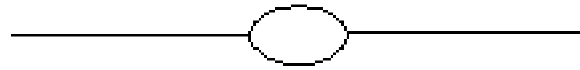
وسلم کے والدین جہنمی ہیں، کئی آدمیوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے جواب دیا کہ میں اپنے استاذ سے پوچھ کر بتلاؤں گا۔ اور مولوی صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ میں حدیث سے ثابت کروں گا اور مولوی صاحب مسلکاً اہل حدیث ہیں تو آپ سے التماس ہے کہ اس مسئلہ کا جواب ارشاد فرمائیں تا کہ میں پوچھنے والوں کو بتلا سکوں۔

باسمہ تعالی

الجواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں محققین کا محتاط مسلک یہی ہے کہ اس میں گفتگو نہ کی جائے یہ ان ضروری مسائل میں سے نہیں ہے جن کے بارے میں سوال کیا جائے گا اس لیے اس میں توقف اور سکوت ہی اسلم ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

وبالجملة كما قال بعض المحققين انه لا ينبغي ذكر هذه المسئلة الا مع مزيدالادب وليست من المسائل التي يضر جهلها او يسئل عنها في القبر اوفي الموقف فحفظ اللسان عن التكلم فيها الابخير اولىٰ واسلم (شامی ص۵۳۱ ج۲)

جن اہل حدیث مولوی صاحب نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے اور وہ اس کا ثبوت حدیث سے دینے کے مدعی ہیں انہوں نے خواہ مخواہ یہ بحث شروع کر کے لوگوں میں انتشار پیدا کیا ہے۔ اور پھر جن احادیث سے وہ تمسک کریں گے ان سب کے جوابات پہلے محققین کے کلام میں موجود ہیں۔ مثلاً صحیح مسلم شریف کی حدیث استأذنت ربي ان استغفر لامي فلم يأذن لي الخ اور ایک شخص کے سوال کے جواب میں ان ابي وابالك في النار فرمانا ان دونوں کا ایک مشترکہ جواب تو دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات ممکن ہے کہ پہلے کے ہوں اور بعد میں حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا گیا ہو اور اس احیاء کے بعد وہ ایمان لے آئے ہوں كما في حديث صححه القرطبي وابن ناصرالدين حافظ الشام (فتح الملہم ج ا ص ۳۷۳) تو اس صورت میں ان دونوں حدیثوں کے خلاف لازم نہ آئے گا اور موت و معاینہ کے بعد ایمان کا معتبر اور نافع ہونا آنحضرت صلی اللہ



علیہ وسلم کی خصوصیت پرمحمول کیا گیا ہے جواکرام کے لیے آپ کومن جانب اللہ عطاء کی گئی تھی۔

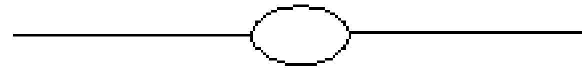
دوسرا جواب حدیث اول کا یہ بھی دیا گیا ہے کہ استغفار اس شخص کے لیے کیا جاتا ہے جس سے گناہ کا تصور ہوسکے اور یہ تصور گناہ تکلیف شرعی کے زمانہ ہوسکتا ہے اور جن لوگوں کو دعوت ہی نہیں پہنچ سکی اور وہ زمانہ فترۃ میں وفات پا چکے ہوں ان کے لیے استغفار شروع نہیں ہے اور بعثت رسل کے بغیر کسی پر عذاب نہیں ہوتا قرآن کریم میں ہے وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔

اور دوسری حدیث کے جواب میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آپ کا یہ ارشاد اس زمانہ کا ہے جب آپ کو اس بارہ میں بتلایا نہیں گیا تھا اگر چہ پہلا جواب اولیٰ اور بہتر ہے۔

بہر حال متمسکین کا استدال جن دو احادیث سے ہے وہ اگر چہ صحیح مسلم کی ہیں اور صحیح ہیں مگر مئول ہیں جیسا کہ اوپر عرض کر دیا گیا ہے اس لیے ان سے استدلال کر کے مسئلہ کو قطعی نہیں کہا جاسکتا ہے، قطعیت کے لیے غیر مئول کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تحریر ان کے استدلال کے جواب میں ہے تا کہ یہ بتلا دیا جائے کہ ان کے دلائل قطعی نہیں۔ اور اس لیے یہ مسئلہ قطعیات میں سے نہیں ہے ورنہ اس مسئلہ میں سکوت ہی محتاط طریقہ ہے جیسا کہ شروع میں لکھ چکا ہوں۔ اور آخر میں علامہ شبیر احمد عثمانی کے کلام پر اس اپنی تحریر کو ختم کرتا ہوں، فرماتے ہیں:

واما مسئلة ایمان والدیه صلی اللّٰه علیه وسلم ونجا تهما فا لاحوط الاسلم کف اللسان عنها وقد صنف السیوطی ؒ رسائل ثلاثة فی نجا تهما وذکر الادلة من الجانبین فعلیك بها ان اردت بسطها (فتح الملہم شرح المسلم ص۱۱۵ ج۲) فقط واللّٰه اعلم وعلمه اتم واحکم۔

۲/ ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ



باسمہ سبحانہ وتعالی

شیخ المشائخ کی رحلت

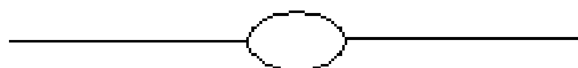
مجلّہ ''الحقانیہ'' کمپوزنگ اور تصحیح کے مراحل سے گزر کر پریس میں جارہا تھا کہ خواجہ خواجگان قطب الاقطاب شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نوراللہ مرقدہ کی وفات حسرت آیات کی اندوہناک اطلاع ملی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے درجات بلند فرمائیں اور پسماندگان کو صبر واجر سے نوازیں، آمین۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے متعلق تفصیلی مضمون ان شاءاللہ تعالیٰ مجلّہ الحقانیہ کے آئندہ شمارہ میں شامل اشاعت ہوگا۔

تمام قارئین سے حضرت کے رفع درجات کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)



تعارف کتب

نام کتاب: اکابرین وفاق المدارس العربیہ پاکستان مؤلف: حافظ محمد اکبر شاہ بخاری زید مجدہ
صفحات: ۳۳۶ ناشر: مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

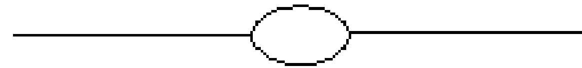
وفاق المدارس العربیہ پاکستان ایک عظیم دینی ادارہ ہے جس سے ہزاروں مدارس دینیہ منسلک ہیں اور اس ادارہ میں بڑے بڑے اکابر علماء نے عظیم خدمات سرانجام دی ہیں زیر نظر کتاب میں جناب حافظ محمد اکبر شاہ بخاری نے انہی اکابر کے تذکرہ کو مرتب فرمایا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اپنی تقریظ میں اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

ہمارے دوست مکرم ومحترم جناب حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری زید مجدہم نے ماشاءاللہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اکابرین کا تعارف اور ان کی خدمات اور پاکستان کے عظیم دینی مدارس کی تاریخ وتعارف کا احسن طریقہ پر تذکرہ کتابی صورت میں پیش کیا ہے۔ اکابرین وفاق المدارس العربیہ پاکستان کتاب میں تمام مضامین کو اچھے سلیقے سے مرتب کیا گیا ہے۔ جناب سید محمد اکبر شاہ بخاری صاحب کو حق تعالیٰ نے اکابر علماء دیوبند کے سوانح وحالات اور خدمات کو بڑی خوش اسلوبی سے مرتب اور جمع کرنے کا ایک خاص ذوق عطا فرمایا ہے اور اس موضوع پر ان کی متعدد تصانیف منظر عام پر آ چکی ہیں۔ ان کے سینکڑوں مقالات ومضامین ملک بھر کے مشہور جرائد ورسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ موصوف اس سلسلہ میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے اور کتاب کو مقبول عام فرمائے آمین۔

نام کتاب: تذکرہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ صفحات: ۳۱۸
تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہم ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ

امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نوراللہ مرقدہ کی عبقری شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، آپ کے حالات زندگی پر کئی حضرات نے قلم اٹھایا اور ہر کسی نے اپنے اپنے



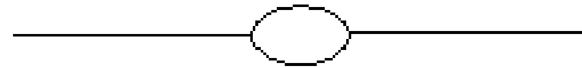
انداز میں حضرت کی عالم گیر خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے مولانا عبدالقیوم حقانی زیدمجدہم نے حضرت امیر شریعت پر لکھی گئی سوانحات، مضامین اور مقالات سے منتخب کر کے اپنے انداز میں مرتب کیا ہے ۔یہ کتاب گیارہ ابواب پر مشتمل ہے جن میں حضرت امیر شریعت قدس سرہ کی اہم خدمات کو حسن سلیقہ اورعمدہ ترتیب سے اجاگر کیا گیا ہے۔

نام کتاب: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس سرہ کے مشہور خلفاء وتلامذہ
مرتب: حافظ محمد اکبرشاہ بخاری صفحات: ۳۰۴ ناشر: مکتبہ دارالعلوم کراچی

زیرنظر کتاب میں جناب حافظ محمد اکبرشاہ بخاری زیدمجدہم نے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کے مشہور تلامذہ اور خلفاء کے حالات ،واقعات اورخدمات کو جمع فرمایا ہے ۔کتاب دوحصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے حالات وخدمات ،آپ کے صاحبزادگان اور ممتاز خلفاء کا تذکرہ کیا گیا ہے،جبکہ دوسرا حصہ حضرت کے معروف تلامذہ کے حالات ،خدمات اورواقعات پر مشتمل ہے۔ان شاءاللہ تعالی یہ کتاب ہرخاص وعام کے لیے مفید ونافع ثابت ہوگی ۔کتاب کا ٹائٹل ،کاغذ ،طباعت اور کتابت عمدہ ودل نشین ہے۔

نام کتاب: سہ ماہی صدائے اسلام میلسی کا خدمت خلق نمبر مرتب: محمد سلیم جلوی
صفحات: ۵۶ ناشر: ادارہ دارالقرآن ٹرسٹ نزد مسجد امیر حمزہ جلہ جیم میلسی (وہاڑی)

اسلامی تعلیمات میں حقوق العباد کو بہت اہمیت حاصل ہے جس کا ایک انتہائی اہم شعبہ خدمت خلق بھی ہے،اس رسالہ میں مرتب زیدمجدہ نے بعض علماء کے افادات کو یکجا جمع کر کے یہ نمبر مرتب کیا ہے جو اپنے موضوع پر ایک اچھی کاوش ہے جس کا مطالعہ ہر طبقے کے افراد کے لیے مفید اور نافع ہے۔ (ع،ن،ت)



مولانا محمد آصف چنیوٹی

اخبار الجامعہ

کیم جمادی الاولیٰ: حضرت صدر جامعہ مدظلہم نے حرمین شریفین سے واپسی پر آج جامع مسجد حقانیہ میں جمعہ پر بیان فرمایا اور نماز پڑھائی، جمعہ سے قبل اور بعد احباب ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے اور رات گئے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

۲/ جمادی الاولیٰ: صدر جامعہ مدظلہم سے ملاقات کے لئے سرگودھا سے مولانا اشرف علی صاحب اور مولانا شفقت علی صاحب مدظلہم تشریف لائے۔

۶/ جمادی الاولیٰ: آج جامعہ ھذا میں طلبہ کا ششماہی امتحان ہوا، اور مدرسہ علوم شرعیہ جھنگ کے اساتذہ کرام نے امتحان لیا اور صدر جامعہ سے ملاقات کی۔

۷/ جمادی الاولیٰ: حضرت صدر جامعہ مدظلہم نے آج سرگودھا میں بعد عصر و مغرب ایک پروگرام میں شرکت فرمائی۔

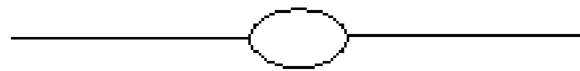
۸/ جمادی الاولیٰ: حضرت صدر جامعہ مدظلہم نے جمعہ پر جامع مسجد حقانیہ میں بیان فرمایا۔

۱۱/ جمادی الاولیٰ: فیصل آباد سے حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری اور مولانا مفتی محمد اعظم صاحب مدظلہم جامعہ حقانیہ تشریف لائے اور رات گئے تک مختلف امور پر حضرت مدظلہم سے تبادلہ خیال کرتے رہے۔

۱۴/ جمادی الاولیٰ: دارالعلوم اشرفیہ چوہال میں بیان فرمایا۔

۱۵/ جمادی الاولیٰ: حضرت مدظلہم نے جامع مسجد حقانیہ میں جمعہ پر بیان فرمایا اور بعد عصر جامعہ میں اصلاحی درس دیا۔

۱۶/ جمادی الاولیٰ: مدرسہ عائشہ للبنات ساہیوال میں طالبات کے ختم قرآن کے موقع پر بیان فرمایا اور عصر کے بعد سرگودھا پروگرام میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔



۱۷؍جمادی الاولیٰ: جامعہ ھذا میں عارف باللہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم تشریف لائے اور عصر کے بعد اصلاحی درس ارشاد فرمایا۔

۱۸؍جمادی الاولیٰ: آج عارف باللہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم نے جامعہ کے تمام درجات کے طلبہ و طالبات میں اصلاحی بیان فرمایا۔

۲۰؍جمادی الاولیٰ: حضرت صدر جامعہ مدظلہم سلانوالی تشریف لے گئے، آٹھ بجے شب آپ کو یہ اطلاع ملی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور بزرگوں کی آخری نشانی حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں وفات پا چکے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

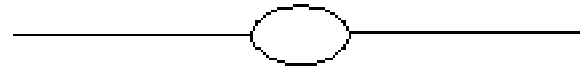
۲۱؍جمادی الاولیٰ: حضرت مدظلہم اور جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں شرکت کے لئے کندیاں تشریف لے گئے اور حضرت کے جنازہ میں شرکت کی، رات ساڑھے آٹھ بجے ساہیوال پہنچے۔

لاہور سے مولانا عبدالعظیم ترمذی، محترم جناب قاری حافظ عبدالوحید ثنا، مولانا محمد ابوبکر علوی، مولانا محمد عمر فاروق علوی، سلانوالی سے جناب قاری شرافت اللہ صاحب اور عمان سے تشریف لائے ہوئے مہمان جناب محمد بلال صاحب وغیرہ سب حضرات جامعہ میں تشریف لائے اور دیر تک صدر جامعہ سے محو گفتگو رہے۔

۲۲؍جمادی الاولیٰ: حضرت صدر جامعہ مدظلہم نے جامع مسجد حقانیہ میں جمعہ کے موقع پر بیان فرمایا اور عصر کے بعد جامعہ میں اصلاحی درس ارشاد فرمایا۔

عصر سے قبل لاہور سے تشریف لانے والے مہمان جناب ڈاکٹر آصف منہاس، اور ان کے والد ماجد جناب محمد اسماعیل منہاس تقریباً ایک گھنٹہ تک صدر جامعہ سے ملاقات رہی، عصر کے بعد یہ حضرات واپس لاہور تشریف لے گئے۔

۲۳؍جمادی الاولیٰ: حضرت صدر جامعہ مدظلہم نے جامعہ حفصہ للبنات پٹھان کوٹ ساہیوال میں طالبات کے ختم قرآن کریم کے موقع پر بیان فرمایا۔



فہیم ترمذی



نعتُ النبی ﷺ

بڑھے، کچھ اَور بڑھے، قلب و جاں کی پیاس حضور — پہنچ گیا ہوں کہیں تیرے آس پاس حضور
اُسے پھر اور کوئی لطف، لطف کیا دے گا — جسے عطا ہو ترے درد کی مٹھاس حضور
ترے مقام کی رِفعت کو عشق جا پہنچا — بھٹک کے رہ گیا رستے میں ہی قیاس حضور
حضور! اَب کوئی چارہ نہیں لِقا کے سوا — کہ ضبط توڑ چلی شدتِ ہراس حضور
ترے کرم کو گوارا یہ ہو نہیں سکتا — ترا غلام رہے عمر بھر اُداس حضور
حضور! جیسے بھی ہو در پہ حاضری ہو عطا — ترے حضور، فقط یہ ہے اِلتماس حضور
حضور! حشر میں رُسوا نہ ہونے دیجے گا — کہ تیرے ہاتھ ہے ہم عاصیوں کا پاس حضور
میں تیرا نغمہ سرا، اَور تیرے مذہب میں — کوئی وجود ہی رکھتی نہیں ہے یاس حضور

ترے فہیمؔ کو تجھ سے بڑی اُمیدیں ہیں
خدا کرے کبھی ٹوٹے نہ اس کی آس حضور

